ہمارا سالانہ جلسہ

(۵)

سالانہ جلسہ کی تقریروں کے خلاصے تو معزز اور مؤقر معاصر الفضل میں جلد سے جلد شائع ہوجاتے ہیں۔ اس لئے میں نے کبھی ان کو شائع کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میرا دستور یہی رہا ہے کہ خارجی مناظر اور تاثرات کو پبلک کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم چیز جو آج کی اشاعت میں پیش کرنی چاہتا ہوں وہ ایک معزز سکھ سردار کے تاثرات ہیں۔ جو انہوں نے سالانہ جلسہ سے متاثر ہو کر اپنے ایک انگریزی مکتوب میں لکھے اور معزز الفضل نے اسکا ترجمہ کر کے شائع کئے۔ چونکہ یہ مکتوب تاثرات اور مشاہدات کے متعلق ایک اہم تحریر ہے۔ اس لئے میں اسے اپنے مضمون کی ایک لڑی سمجھتا ہوں۔ اور اسے شائع کرتا ہوں۔ سردار صاحب موصوف کا اسم گرامی سردار اننت سنگھ صاحب ہے۔ آپ خالصہ پرچارک ودیالہ ترنتارن کے پرنسپل ہیں۔ (ایڈیٹر)

سردار صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"اگر مجھ سے پوچھا جائے۔ کہ مختصر الفاظ میں انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ تو میرا جواب یہ ہوگا کہ نیک بننا۔ اور نیکوں کی زیارت کرنا۔ ہز ہولی نس مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب آف قادیان ان خوش قسمت اور بلند ہستیوں میں سے ہیں۔ جو اپنی زندگی میں اس اصول پر عمل کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب کی زیارت کرنا۔ اور آپ کے ارشادات کو سننا ایک سعادت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بعض مخصوص لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کرسمس کے ایام میں جبکہ لوگ بکثرت دریاؤں، پہاڑوں، عمارتوں، دوسری بے جان چیزوں اور بے معنی نظاروں کو دیکھنے پر اپنا وقت، پیسہ اور قوت عمل ضائع کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے بعض مخصوص بندے قادیان کو بھاگتے ہیں۔ تا ان بابرکت مسرتوں سے لطف اندوز ہو سکیں۔ جو تمام مذاہب کے نیک اور مخلص لوگوں کے لئے آئندہ زندگی میں مقدر ہیں۔ میں نے جماعت احمدیہ کے دو سالانہ جلسے یعنی ۱۹۳۷ء، دسمبر ۱۹۳۸ء کے دیکھے ہیں۔

وہاں میں نے خوبی ہی خوبی دیکھی ہے۔ میں نے کسی کو تمباکو نوشی کرتے فضول بکواس کرتے لڑتے جھگڑتے بھیک مانگتے۔ عورتوں پر آوازے کستے۔ دھوکا بازی کرتے۔ لوٹتے اور لغو طور پر ہنستے نہیں دیکھا۔ شرابی جواری جیب تراش۔ اس قسم کے بدمعاش لوگ قادیان کی احمدی آبادی میں قطعاً مفقود ہیں۔ یہ کوئی معمولی اور نظر انداز کرنے کیلئے قابل خصوصیت نہیں کیا یہ بات اس وسیع براعظم کے کسی اور مقدس شہر میں نظر آسکتی ہے؟ یقیناً نہیں میں بہت مقامات پر پھرا ہوں اور یورپ کے روز کیساتھ ہر جگہ یہ بات کہنے کو تیار ہوں کہ بجلی کے زبردست جینیریٹو کی طرح قادیان کا مقدس وجود اپنے سچے متبعین کے قلوب کو پاکیزہ علوم سے منور کرتا ہے۔ اور قادیان میں احمدیوں کی قابلِ تقلید زندگی اور کامیابی کا راز یہی ہے۔

حضرت مرزا صاحب ایسی روانی کے ساتھ پانچ سے نو گھنٹوں تک بولتے ہیں۔ کہ ہندوستان یا اس سے باہر اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ دسمبر ۱۹۳۸ء میں میں نے مرزا صاحب کی تقریر سنی۔ جو آپ نے کھڑے ہو کر پانچ گھنٹہ کی۔ اور سامعین جن میں میں خود بھی شامل تھا۔ بت بنے سنتے رہے۔ اور نہایت غور کے ساتھ آپ کے مسکراتے ہوئے چہرہ مبارک کو دیکھتے رہے۔

جلسہ کی تمام تقریریں مذہبی ہوتی ہیں۔ جن کا استدلال قرآن مجید سے کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی دوسرے کے لئے دلآزار ہو۔

اسلام کا بول بالا ہوتا ہے۔ مگر دوسرے مذاہب کی تحقیر کر کے نہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خدام کی مہمان نوازی باقاعدگی اخلاص اور دوسری خوبیاں یقیناً بے نظیر ہیں۔ جتنا عرصہ میں قادیان میں رہا۔ میرے دل میں وہی جذبات پیدا ہوتے رہے۔ جو ہمارے روحانی پیشوا نے ان الفاظ میں بیان فرمائے ہیں۔ کہ

"وہی وحدہٗ لاشریک سب میں موجود ہے۔ نانک
اُسے دیکھتا اور خوش ہوتا ہے۔"

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

اسلامی سال کا آغاز اور سنہ ہجری کے استعمال کی ضرورت

مولانا ابو العطاء صاحب نے ایک تحریک مؤقر اخبار الفضل میں شائع کی تھی۔ یہ تحریک اس سے قبل بھی ایک دفعہ انہوں نے شائع کرائی تھی۔ مگر اس دفعہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ جلسہ پر سنہ ہجری کے استعمال کو از حد ضروری قرار دیا ہے۔

یہ بات حقیقت میں نہایت اہم اور ضروری ہے۔ جبکہ ہم ایک ایسی قوم ہیں۔ جن کا ایک مستقل تمدّن ہے۔ اور مستقل کلچر ہے۔ اور مستقل نظام ہے۔ تو ہم کو اپنے نظام اور تمدن کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم کو اپنی تاریخ اور اپنا سنہ استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہم اس کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ تو یہ نہ صرف ہماری جہالت کا نشان ہوگا۔ بلکہ ہماری بدترین غلامی کی بھی ایک دلیل ہو گی۔ کہ ہم جن چیزوں میں آزاد ہیں۔ ان میں بھی اپنی ذہنی غلامی کی وجہ سے غیروں کا جوا اپنی گردن پر اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنے گھر کی چیزوں کو استعمال کریں۔ جن کے ساتھ ہماری شاندار تاریخ وابستہ ہے۔

مَیں اس جگہ بطور تحریک یہ بھی عرض کرنے کی جرأت کرونگا۔ کہ ضروری ہے۔ کہ ہمارے سلسلہ کے تمام دفاتر میں ہجری تاریخ کا استعمال لازم کر دیا جائے۔ اسی طرح مبلغین اور دیگر کارکن حضرات کی تحریروں کے نیچے ہجری تاریخیں لازمی کر دی جائیں۔ اور اس طرح وہ لوگ جو جماعت کے نظام میں عملی حرکت کرنے والے پُرزے ہیں۔ جب ان کی تحریروں میں ہجری تاریخیں آنے لگیں گی۔ تو دوسرے لوگوں میں خود بخود تحریک پیدا ہو جائیگی۔ بہرحال یہ تحریک بہت اہم اور ضروری ہے۔ اور خصوصًا جب کہ امام کی آواز بھی اس کے متعلق بلند ہو چکی ہو۔ اس کی عظمت اور ضرورت میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

کاروائی اجلاس مجلس خدّام الاحمدیہ محلہ دار الفضل قادیان

مجلس خدام الاحمدّیہ محلہ دار الفضل کا ہفتہ واری اجلاس آج مورخہ ۱۵ 2/39 بعد نماز عشاء مسجد دار الفضل میں زیر صدارت ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی منعقد ہوُا جس میں قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری۔ چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے اور راجہ محمد اسلم صاحب بی۔ اے نے تقاریر کیں۔ جن میں حاضرین کے سامنے زور دار الفاظ میں اس بات کو پیش کیا گیا۔ کہ پہلے ہم کو صحیح اسلامی تمدّن اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اپنی تمام زندگی پر قرآن کریم کی حکومت کو کُلّی طور پر وارد کر لینا چاہیئے۔ تا غیر بھی ہمارے نمونہ سے متاثر ہوں۔ یہی ایک راز ہے ہماری کامیابی کا اور یہ کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہم تمام ان امور سے اجتناب کریں جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوں۔

اوّل جلسہ کے شروع ہونے سے قبل اور پھر حاضرین کے منتشر ہونے سے پیشتر حضرت امیرالمومنین کے ارشاد کے ماتحت تمام حاضرین نے اس عہد کو دہرایا۔ کہ ہم جماعتی اور ملّی فوائد کے مقابلہ میں اپنی عزت، مال اور جان کی کوئی پرواہ نہ کریں گے۔

دعا پر اجلاس برخواست ہوُا۔

سیکرٹری مجلس خدام الاحمدّیہ محلہ دار الفضل

وی۔ پی آتے ہیں!

مَیں اخبار "الحکم" کے وی۔ پی کر رہا ہوں۔ احباب اُن کے وصول کرنے کے لیے تیار رہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

مہتہ عبد الخالق صاحب قادیانی

بہار اولمپک ریس میں اوّل آئے

اخبار الحکم کو مسٹر اے۔ سید نے پٹنہ نانکی پور سے مندرجہ ذیل پریس ٹیلیگرام، کیا ہے:-

"مسٹر عبدالخالق مہتہ بہار اولمپک میں دس ہزار میٹر سائیکل ریس میں شامل ہوئے جس میں ان کو بالکل کھلی فتح ہوئی۔ یعنی انہوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے ۱۸ منٹ ۱۴ سیکنڈ پہلے دوڑ ختم کر لی۔ جیتنے کا یہ وہ ریکارڈ ہے۔ جو کہ آل انڈیا ٹائیم ریکارڈ کے بالکل قریب قریب ہے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ گراؤنڈ بہت ناہموار تھی۔ اور ٹریک بہت خراب تھا۔ ورنہ وہ آسانی سے آل انڈیا ریکارڈ کو جیت لیتے۔ اس مقابلہ میں صوبہ کے بہترین سائیکلسٹ شامل ہوئے۔ حکام اور پبلک بہت ہی متأثر اور محظوظ ہوئے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آل انڈیا مقابلہ میں جہاں کہ گراؤنڈ اور ٹریک وغیرہ بالکل موزوں ہوتے ہیں۔ مہتہ صاحب بآسانی جیت جائیں گے۔ فقط"

اس کامیابی پر ہم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اور اُن کے تمام خاندان کو مبارک باد دیتے ہیں۔ مہتہ صاحب نے ہندوستان اور ہندوستان کے باہر اپنی لطولت کا متعدد مرتبہ سکّہ جمایا ہے۔ ہم کو معلوم ہوُا ہے۔ کہ وہ عنقریب بمبئی کی آل انڈیا اولمپک ریس میں شامل ہونے کے لئے جانے والے ہیں۔ ہماری دعا ہے۔ کہ ان کو وہاں بھی غیر معمولی کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔

۱۲ مارچ ۳۹ء کو یاد رکھو

حسب معمول نظارت دعوت و تبلیغ نے اس سال ہمارا دوسرا یوم التبلیغ جس میں غیر مذاہب کے لوگوں کو پیغام حق پہنچایا جائیگا۔ ۱۲ مارچ رکھا ہے۔ نظارت دعوت التبلیغ کے صیغہ نشر و اشاعت نے غیر مسلم احباب کی روحانی دعوت کیلئے بہت بڑا دستر خوان تیار کیا ہے۔ متعدد ٹریکٹ اور کتابیں اردو اور انگریزی میں تقسیم کرنے کیلئے تیار کی ہیں۔ یہ لٹریچر نظارت دس ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کریگی۔ مگر جماعتوں اور تبلیغ کے کام میں دلچسپی لینے والے احباب کو چاہیئے۔ کہ اس لٹریچر کی برائے نام قیمت ادا کر کے بکثرت منگوا کر اپنے خرچ پر تقسیم کریں۔ تاکہ ان کو زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل اور نظارت کا فنڈ مضبوط ہو۔

مرزا احمل بیگ صاحب کی دعوت ولیمہ

عزیز مکرم مرزا احمل بیگ صاحب خلف الرشید مرزا ارشد بیگ صاحب مرحوم جو ایک اعلےٰ درجہ کے سپورٹس مین ہیں۔ کی برات ۱۲ فروری کو قادیان سے لنگروال میں گئی۔ بہت سے معزز احباب قادیان سے برات میں گئے۔ اور جناب مرزا عزیز احمد صاحب لاہور سے تشریف لا کر شریک ہوئے۔

آج ۱۴ فروری ۱۹۳۹ء کو بوقت ۱۲ بجے آپ کی طرف سے پُر تکلف دعوت ولیمہ دی گئی۔ جس میں بڑی تعداد میں احباب کو مدعو کیا گیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو ہر طرح بابرکت فرمائے۔ آمین

الحکم کا یہ نمبر ڈبل ہے

بعض خانگی حالات کے ماتحت اس ہفتہ میں مجھے دہلی تک جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہے۔ کہ اگر فوری طور پر جانا ہوُا۔ تو آئندہ نمبر شاید شائع نہ ہو سکے۔ اس لئے اس نمبر کے صفحات بڑھا دیئے ہیں۔ اور اس کو دو نمبروں کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے۔ احباب نوٹ کر لیں۔ اب اگلا نمبر ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کو شائع ہوگا۔

(محمود احمد عرفانی)

میں کیونکر احمدی ہوا؟

سیرت المہدی کا ایک ورق

بقیہ بیان مولوی غلام نبی صاحب اول مدرس گورنمنٹ سکول سرگودہا

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک روز مولوی غلام حسین صاحب ایسے پولٹیکل ایجنٹ جو غیر احمدی تھا۔ آگے آگے جا رہے تھے۔ اور پیچھے پیچھے ان کی بجیری میں میں چل رہا تھا۔ پولٹیکل ایجنٹ نے مولوی صاحب سے پوچھا۔ آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں مل جاتے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ آہستہ آہستہ مل جاویں گے۔ جب میں نے یہ سنا۔ اسی وقت متنفر ہو گیا۔ اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنی ترک کر دیں۔ اور چندے وغیرہ مبائعین کے سیکرٹری کو دینے شروع کر دیئے تین ماہ بعد پیغامیوں کے سیکرٹری نے مجھ سے کہا۔ کہ تین ماہ سے تمہارا چندہ کوئی نہیں آیا۔ بلکہ دوسری طرف چندہ دیتے ہو۔ ہم تمہارا نام جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ جلدی کیجیئے۔ غلام رسول کے پیغامی ہونے سے قبل جبکہ موضع شادی وال میں برادر عزیز غلام حیدر کی شادی کی۔ میں وہاں بیٹھا تھا۔ اور غلام رسول آیا۔ اس کے آنے پر فورًا مجھے غنودگی آئی اور بشارت ہوئی۔ فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ۔ اسوقت میں نے سمجھا۔ کہ چونکہ غلام حیدر کے خسر کی بیوی رسم رسوم کی پابند ہے۔ شائد اُن کے متعلق ہی ہو۔ کہ یہ رسم و رسوم نہیں کریں گے۔ اور چنانچہ انہوں نے نہ کیں۔ مگر بعد میں معنے اس طرح کھلے۔ کہ غلام رسول پیغامی ہو گیا۔ اور اس عرصہ میں دو سال برابر میں دعائیں کرتا رہا۔ اور مجھے دوبارہ یہ بشارت ہوئی۔ فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ۔ چنانچہ وہ پھر مبائعین میں شامل ہوا۔ اور پیغامیوں کے خلاف نڈر بولنے والا ہے۔

ایک دفعہ مدثر شاہ ایبٹ آباد میں مبائعین کو جا کر اپنی زبردں سے ورغلایا کرتا۔ انہوں نے بھائی غلام رسول کے آگے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا۔ جب آئے تو مجھے اطلاع کرد۔ جب موقعہ بنا۔ تو اطلاع ملنے پر مدثر شاہ سے یوں بات ہوئی۔ کہ شاہ صاحب انسان کا قول و فعل ایک جیسا ہونا چاہیئے۔ جس کا قول اور فعل ایک جیسا نہ ہو۔ وہ بے ایمان ہوتا ہے۔ آپ بڑے سخت بے ایمان ہیں۔ آپنے فلاں موقعہ پر اپنی ہمشیرہ کو ملنے کے لئے جانا تھا۔ مگر اس جگہ جانے کا آپ نے انجمن سے سفر خرچ وصول کیا آپ ظاہر باطن سے ایک جیسے نہیں۔ ہوسکتا ہے۔ کہ آپکے دل میں اسوقت کچھ اور ہو۔ اور آپ صرف روپیہ کی خاطر وعظ کرتے پھرتے ہوں۔ میں آپ کی اصلیت طشت از بام کرنا چاہتا ہوں۔ تا معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کی باتیں قابل اعتبار ہیں یا نہیں۔

اس پر مدثر شاہ نے کہا۔ میں آپ پر ہتک عزت کا دعویٰ کر دونگا۔ بھائی غلام رسول نے کہا۔ بڑی خوشی سے کرو۔ میں تم . . . . سب کو لنڈا دریں دوڑا ڈورا مارونگا۔ اور سب کو انجمن کے کاغذات اور حسابات کی رُو سے بے ایمان ثابت کرونگا۔

مدثر شاہ تو سخت شرمندہ ہوا۔ اور مولوی غلام حسن ہی شسوڑہ لبا۔ اُس نے کہا۔ میاں! چپ رہو۔ اس بات کو بڑھاؤ نہیں۔"

فضل احمد احمدی انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سرگودہا
بقلم خود $\frac{12}{22}$/12

"تمام تحریر درست ہے"۔ غلام نبی
غلام نبی اول مدرس نارمل گورنمنٹ سکول سرگودہا۔
12/1/23

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی ایک روایت

آج بتاریخ ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۲ء بروز منگل بوقت پونے ۹ بجے شام بعد نماز عشا جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب منشی نہر نے برمکان خود واقعہ ۱۶ بلاک سرگودہا میں فرمایا۔ کہ اسدفعہ قادیان میں (ماہ نومبر کے آخیر میں) مولوی شیر علی صاحب نے مندرجہ ذیل حالات جناب قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن کوٹ قاضی کے متعلق بیان فرمائے۔ کہ

"جب حضرت اقدس علیہ السلام کو مقدمات تھے۔ اور عدالت میں حاضری کی تاریخیں نزدیک آتی تھیں۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام گورداسپور کچھ دیر مقیم رہے۔ اور ادھر قاضی صاحب مذکور بیمار ہو گئے۔ انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ نہایت انکساری کے الفاظ میں دعا کی درخواست کرتے ہوئے لکھا۔ حضرت اقدسؑ کو بھی اُن سے بہت پیار تھا۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اس وقت بیعت کی۔ جبکہ آپ کے مرید معدودے چند ہی تھے۔ اور آپ خود اپنے مریدوں کو گھر سے اپنے ہاتھوں کھانا لا کر دیتے۔ جس چیز کی کھاتے وقت ضرورت ہوتی۔ آپ خود اندر جا کر لاتے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے خط پہنچنے کے بعد دعا کی۔ اور آپ کو رات کے وقت جواب ملا۔ "وہ بیچارہ فوت ہو گیا ہے"۔ آپ نے صبح حاضرین سے کہا۔ کہ میں نے اس طرح سے دعا کی تھی۔ اور یہ جواب ملا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاک میں خط آیا کہ قاضی صاحب فوت ہو گئے ہیں۔"

فضل احمد احمدی انگلش ماسٹر گورنمنٹ سکول سرگودہا $\frac{12}{22}$/12

تصدیق شد:۔ محمد عبد اللہ احمدی بوتالوی بقلم خود۔

کل بتاریخ ۱۲ر دسمبر بروز منگل بوقت پونے ۹ بجے شام جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی منشی نہر نے برمکان خود واقعہ ۱۶ بلاک سرگودہا فرمایا۔ کہ

"میں نے بیعت کرنے سے چار سال پہلے ایک خواب دیکھا جس کی کیفیت یوں تھی۔ کہ میں قادیان گیا ہوں۔ حضرت اقدسؑ ایک چھت جیسی بلند جگہ پر واعظ فرما رہے ہیں ابھی آپ اترے نہیں۔ کہ میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ حضرت اقدسؑ نے محبت بھرے انداز میں ایک سُرخ کمبل میرے اوپر اوڑھایا۔ میرا چہرہ بھی ڈھانپا گیا۔ اور پھر آپ نے اتار لیا۔ اور آپ نیچے اُترے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر بازار کے بیچ میں سے مسجد کو چلے۔ راستہ میں میں نے درخواست کی۔ کہ حضور بیعت لیں۔ فرمایا۔ کہ کونسی بیعت؟ میں (اسی خواب کے عالم میں ہی) سوچنے لگ گیا۔ کہ کیا جواب دوں آخر سوچ کر میں نے عرض کیا۔ کہ بیعت محمدی! اس پر آپ بہت خوش ہوئے۔ اس کے اظہار میں میرا ہاتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس کو زور سے دبایا پھر آپ زینہ پر چڑھ کر مسجد میں داخل ہوئے جس کے مشرقی دروازوں اور کھڑکیوں میں سے دھوپ اندر آرہی تھی۔ آپ محراب کے پاس مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور میں قبلہ رو آپ کے سامنے اور آپ نے پھر بیعت لی۔

بیعت لیتے وقت حضرت اقدسؑ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بذریعہ ایک تنکے کے آپ ترتیب وار چھوٹی انگلی سے انگوٹھے تک لائن لگاتے چلے گئے۔ اور اس کا نشان بھی جلد پر پیدا ہوا۔ اور پھر مجھ سے پوچھا جانتے ہو یہ کیا لکھا ہے؟ میں نے کہا۔ حضور! اللہ!

فرمایا ہاں! بیعت کرنے کی حقیقت یہی ہے۔ کہ گویا یہ ہاتھ میں ہاتھ لینا اللہ کے ساتھ بیعت کرنا ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (تصدیق شد:۔ محمد عبد اللہ احمدی بقلم خود $\frac{1}{23}$/12)

جب میں نے بیعت کی۔ تو واقعی زینہ پر سے مسجد پر چڑھنا پڑا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصوٰۃ والسلام اسی طرح مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور میں نے آپ کے سامنے قبلہ رو بیٹھ کر بیعت کی۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت ویسی ہی تھی۔ جیسی خواب میں دیکھی۔ البتہ خواب کا پہلا حصہ ایک زینہ سے اُتر کر بازار میں جانیکا وقوع میں نہ آیا۔

فضل احمد احمدی انگلش ماسٹر
گورنمنٹ ہائی سکول سرگودہا
13/12/22

تصدیق شد
محمد عبد اللہ احمدی بوتالوی بقلم خود
13/12/22

آج بتاریخ ۲۲ دسمبر بروز جمعہ بوقت ۸½ بجے شام بمکان جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب منشی نہر واقعہ ۱۶ بلاک سرگودہا بموجودگی جناب مولوی غلام نبی صاحب اورنیٹل ٹیچر گورنمنٹ سکول سرگودہا۔ و بھائی عطاء اللہ صاحب کاتب و چوہدری تصدق حسین صاحب منشی وکیل و بھائی یوسف علی صاحب پینٹر و مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور و نیازمند۔ جناب بھائی محمد حسن صاحب احمدی دہلوی نے فرمایا:۔

"میرے والد بزرگوار اولین صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ انہوں نے لدھیانہ میں بیعت کی میرے نانا صاحب پٹیالہ میں مجسٹریٹ تھے۔ اور میرے دادا صاحب بڑے زاہد تھے۔ جو بڑے بڑے مجاہدات کیا کرتے اور اُن کے مرید بھی کافی تعداد میں تھے۔ اور اب تک ان کے مریدوں میں سے بعض مجھے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جناب دادا صاحب دن بھر مجاہدہ کرتے رہتے بعض اوقات ایک رسّے کے ذریعہ چھت سے اُلٹے لٹکتے اور جناب دادی صاحبہ دن بھر چرخہ کاتنے میں مشغول رہتیں اور صرف ایک وقت کھانا پکاتیں۔ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے۔ کہ اسوقت بھی میرے دل میں خیال آیا کرتا تھا۔ کہ یہ عجیب ریاضت ہے۔ کہ بچے تو باہر بھوکے مریں۔ اور آپ اندر ریاضت کرتے رہیں۔ جناب جد بزرگوار کی وفات بھی رسّہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ سر کے بل گرے۔ اور گردن ٹوٹ گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میرے والد بزرگوار سرسید احمد خان کی تقریروں کے بڑے دلدادہ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے سرسید خان کے آگے سوا پانچ روپے پیش کئے۔ اس نے کہا۔ کہ پانچ تو چندہ کالج کے لئے اور چونّی کیسی؟ جناب والد بزرگوار نے فرمایا۔ یہ آپ کی دعوت کے لئے۔ سرسید جو کہ بہت تکلّف اور بناوٹ والا آدمی تھا۔ فوراً کرسی سے اُٹھا اور کہنے لگا۔ میں اس چونّی کو اپنے خرچ میں شامل کرنے کیلئے جیب میں ڈالتا ہوں۔ جناب والد صاحب ایک دفعہ جناب نانا صاحب مذکور کے پاس گئے۔ اور اُن کے پاس ایک خوبصورت سنہری جلد والی کتاب پائی۔ یہ کتاب براہین احمدیہ تھی۔ جو کہ نانا صاحب نے شوق سے منگوائی تھی۔ اور اس کی سنہری جلد کروائی۔ جناب والد بزرگوار نے کتاب مذکور اٹھانی چاہی۔ مگر نانا صاحب نے کہا۔ دیکھو اب ایک شخص سرسید کا سر کچلنے کے لئے پیدا ہوگیا ہے۔ یہ اُس کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ مگر اس کو بے وضو ناپاک ہاتھوں مت چھونا۔ جب جناب والد بزرگوار نے پہلا ورق ہی اُلٹا۔ تو دیکھا۔ کہ دس ہزار روپے کا موٹے الفاظ میں اشتہار لکھا ہے۔ آگے پڑھا۔ تو معلوم ہوا۔ تمام دنیا کو چیلنج دیا ہے۔ کہ کوئی اس کتاب کے دلائل کا نصف کیا۔ ثلث یا ربع یا خمس ہی اس کے خلاف دے یا کم از کم میرے دلائل کو ترتیب وار توڑ دے۔ تو وہ انعام کا مستحق۔ جب والد بزرگوار نے یہ پڑھا۔ تو آپ کو سخت غصّہ آیا۔ اور کہا۔ کہ کیا اس شخص نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ باقی دنیا ساری جاہل ہی بیٹھی ہے۔ وہ کتاب لے کر گاؤں میں چلے گئے۔ جہاں کہ وہ مدرس تھے۔ اور براہین احمدیہ کو پانچ دفعہ متواتر پڑھا۔ اور آپ کو یقین ہوگیا۔ کہ اس کے لکھنے والا کوئی معمولی مولوی نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلعم کا کوئی صحابی پیدا ہؤا ہے۔ وہ کتاب واپس کرنے کیلئے پٹیالے گئے تو نانا صاحب نے کہا اس کو تم ہی واپس لے جاؤ۔ اُس شخص نے یہ کتاب ازالہ اوہام اب لکھی ہے۔ اُس کا تو رنگ ہی بدل گیا ہے۔ میرے والد بزرگوار نے ازالہ اوہام لیا۔ اور واپس مڑے۔ جب اس کو پڑھا۔ اور وفات مسیح کا ذکر دیکھا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا یقین ہوگیا۔ ان دنوں اُن کو دو ماہ بعد تنخواہ ملا کرتی تھی۔ تنخواہ ملنے سے پیشتر انہوں نے کہا۔ الٰہی! عمر کا بھروسہ نہیں۔ مجھے توفیق دے۔ کہ مرنے سے پہلے میں اس شخص کی زیارت کروں۔ چنانچہ دس روپے لے کر آپ لدھیانہ آئے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچکر ایک سفید مکان میں پہلی بار جناب والد بزرگوار کے دل میں رقت پیدا ہوئی۔ ورنہ اب تک نماز کا نام تک نہ جانتے تھے۔ اس تخلیہ میں اُن کی توجہ خدا کی طرف ہوئی۔ اور کہا۔ الٰہی! عجیب بات ہے۔ کہ ہم تو بچپن سے سن رہے تھے کہ مکہ معظمہ پر اترنے والا اُترے گا۔ اور یہ کیا۔ کہ یہاں لدھیانہ میں آگیا۔

پھر وہ حضرت اقدس علیہ السلام کو ملنے گئے۔ حضرت صاحب مکان کے اندر تھے۔ میاں سراج الدین صاحب اور دو آدمی اور باہر بیٹھے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا پاجامہ آدھی بالشت بھر ٹخنوں سے اٹھا ہؤا تھا۔ اور آپ کا جوتا آگے سے کچھ پھٹا ہؤا تھا۔ اور مرمت شدہ تھا۔ آپ جب بیٹھ گئے۔ تو جناب والد بزرگوار نے کہا۔ کیا آپ ہی عیسیٰ ہیں؟ میاں سراج الدین صاحب اور دوسرے دونو آدمی ہنس پڑے۔ مگر حضرت اقدس علیہ السلام نہ ہنسے۔ آپ نے فرمایا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو غور سے سنو۔ یہ انفرادی تقریر کا زمانہ تھا۔ یعنی جبکہ آپ فرداً فرداً لوگوں کو تبلیغ کرتے تھے۔ آپ نے پندرہ منٹ تقریر فرمائی۔ جو کہ ازالہ اوہام کا خلاصہ تھا۔ تقریر سنکر جناب والد صاحب نے کہا۔ میں نے یہ سب کچھ آپ کی کتاب سے پڑھ رکھا ہے۔ اٰمنا وصدقنا۔ فاکتبنا مع الشاھدین۔ میں تو اسی نیت سے آیا ہوں۔ آپ میری بیعت لیں۔

پھر وہ چار دن کسی سرائے میں رہے۔ اور پانچویں دن جبکہ واپسی کا ارادہ تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کو ملنے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟ والد صاحب نے عرض کی۔ سرائے میں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا میری خاطر آئے۔ اور پھر سرائے میں چار دن متواتر ٹھہرے انہوں نے کہا۔ حضور! میں نے سوچا۔ واپسی کے وقت ملونگا آپ کو کیوں بار بار مل کر تکلیف دوں۔ اور حضرت اقدسؑ کے آگے سوا پانچ روپے پیش کئے۔ اور دل میں سوچا۔ اگر حضرت اقدسؑ پوچھینگے۔ کہ یہ چونّی کیسی؟ تو جواب دونگا آپ کی دعوت کے لئے۔ مگر حضرت اقدسؑ نے کچھ نہ پوچھا اور اسی وقت وہ رقم ایک اور آدمی کو دیدی۔ کہ فلاں کتاب جو چھپ رہی ہے۔ اس کے اخراجات میں یہ رقم لگاؤ۔

بعدہ نمازوں میں بہت پکّے ہو گئے۔ اور تہجد گذار بن گئے۔ اور تیس سالہ حقہ کی عادت بھی ترک کی۔ اور سمجھ آگئی۔ کہ یہ عام پیری مریدی کا سلسلہ نہیں۔ اور اُن کے مرید کیلئے اُن کے ہاں سے کھانا شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ خوش قسمتی ہے۔ سو قادیان جایا کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کا کھانا کھایا کرتے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت اقدسؑ کے سامنے بوجہ مرعوب ہونیکے کبھی مجھ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ اور ہمیشہ خاموش بیٹھا رہتا۔

ایک دفعہ مجھے پیچش ہوگئی۔ دل میں کہوں۔ کہ تکلیف کا کس سے اظہار کروں۔ خشکا (چاول اُبلے ہوئے) کس سے پکواؤں۔ مگر کسی کو نہ کہا۔ مگر حیرت ہوئی۔ کہ کھانے کے وقت خشکا ہی میرے لئے آیا۔

حضرت اقدسؑ اُن کو مولوی صاحب کہہ کر پکارا کرتے اور ایک دفعہ خانصاحب کہہ کر پکارا۔ انہوں نے اختلافات کا زمانہ بھی دیکھا۔ اور خلافت ثانیہ کی بیعت بھی کی۔

فضل احمد احمدی انگلش ماسٹر گورنمنٹ سکول سرگودہا۔ بقلم خود 22/12/22

تصدیق شد:۔ مندرجہ بالا مضمون میرے سامنے انہوں نے بیان کیا۔ غلام نبی احمدی اوّل مدرس فارسی گورنمنٹ سکول سرگودہا بقلم خود۔

آج بتاریخ ۱۱ رجنوری ۱۹۲۳ء بوقت ۹ بجے رات بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ واقعہ ۹ بلاک سرگودہا سے ۱۶ بلاک کو جاتے ہوئے نیازمند کی درخواست پر بھائی محمد سعید صاحب کلرک ڈاکخانہ ہیڈ آفس سرگودہا نے فرمایا:۔

"میں شاہ پور چھاؤنی میں کام کرتا تھا۔ اُن ایام میں بھائی تصدق حسین حال مقیم سرگودہا جو ایک وکیل کے ایجنٹ تھے احمدی تھے۔ ایک روز مجھے ایک غیر احمدی کی طرف سے شائع شدہ اشتہار ملا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ قبر کا عذاب کوئی نہیں ہوتا۔ میں بہت متعجب ہؤا۔ اور بھائی تصدق حسین صاحب سے واقفیت تھی۔ اُن سے کتاب مذکور لے کر دیکھی۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ اشتہار کی خبر بالکل غلط تھی۔ اور سراسر جھوٹ۔

جلسہ سالانہ کا وقت قریب آرہا تھا۔ میں نے کہا۔ میں بھی جلسہ پر جاؤنگا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں میں حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل کے زمانہ خلافت میں گیا لالہ شرمپت یا لالہ ملاوامل ان میں سے کسی سے میں نے پوچھا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کیسے آدمی تھے۔ اُن کی زندگی کیسی تھی؟! جواب ملا۔ بہت اچھی زندگی تھی۔ بہت اچھے آدمی تھے پھر پوچھا۔ کہ الہامات کے متعلق بتاؤ؟ تو جواب ملا۔ کہ ہاں اُن کو خواب آتے تھے۔ جو سچے ہوتے تھے۔ پھر میں نے ایک اور بوڑھے آدمی سے ملکر پوچھا۔ کہ تم کیوں احمدی نہیں ہوئے۔ اس نے کہا۔ کہ مرزا صاحب نے لڑکا ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ میں نے کہا۔ تو پھر باقی الہام کیا سچے اور پورے وقوع میں آئے تسلیم کرتے ہو۔ کہا۔ ہاں۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سلسلہ سچا ہے۔ اور باقی باتیں سب لغو ہیں۔ بغیر زیادہ تحقیقات کے میں نے بیعت کرلی۔"

مندرجہ بالا بیان بہمراہی جناب منشی محمد عبداللہ صاحب منشی نہر و بھائی عطاء اللہ صاحب کاتب و منشی یوسف علی صاحب پینٹر و نیازمند۔ بھائی محمد سعید صاحب مذکور نے کیا۔

فضل احمد انگلش ٹیچر گورنمنٹ سکول سرگودہا بقلم خود 11/1/23

رَدِّ غایۃ المرام

(۳)

حضرت عرفانی کبیر کے قلم سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

میں پھر بڑے زور اور بلا خوف و تردد جرأت سے کہتا ہوں۔ کہ اگر قاضی پٹیالوی اور اُس کے اعوان و انصار ساری عمر ٹکریں مارتے رہیں۔ تب بھی وہ یہ جملہ حضرت اقدسؑ کی کسی تحریر و تقریر سے نہ دکھائیں گے **کہ ملائکہ کے متعلق وید و دساتیر کی تعلیم افضل ہے۔** شائد یہ مضمون ناتمام ہو۔ اگر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ہی صاف الفاظ میں پٹیالوی کے افتراء کی تردید نہ کردوں۔ غور کرو۔ آپ توضیح مرام کے صفحہ ۴۲ میں فرماتے ہیں:۔

"دساتیر جس کو مجوسی لوگ الہامی مانتے ہیں جس نے اپنے مدت ظہور کی وہ لمبی تاریخ تبلائی ہے۔ جس کا کروڑواں حصہ بھی وید کی مدتِ ظہور کی نسبت بیان نہیں کیا گیا۔ یعنی وید کی نسبت کو صرف ایک ارب چھیانوے کروڑ مدت ظہور محض دوسروں کے وہم وگمان سے قرار دی گئی ہے۔ مگر دساتیر تین سنکھ سے زیادہ اپنی مدت ظہور آپ بیان کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو ہم نے ڈرتے ڈرتے لکھا ہے۔ بلکہ وہاں تو سنکھوں کی حد سے زیادہ صفر اور بھی درمیان ہیں۔ یہ کتاب ان روحانیات کو جو کواکب اور سمٰوٰت سے تعلق رکھتی ہیں نہ صرف ملائک قرار دیتی ہیں بلکہ اُن کی **پرستش کے لئے بھی تاکید کرتی ہے۔**

ایسا ہی وید بھی ان روحانیات کو صرف وسائط اور درمیانی خدمت گذار نہیں **مانتا۔ بلکہ جابجا اس کی اُستت اور مہما کرتا ہے۔ اور اُن سے مرادیں مانگنے کی تعلیم دیتا** ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان کتابوں میں تحریف اور الحاق کے طور پر یہ **پُر کفر تعلیمیں زائد کی گئی ہوں۔**

جیسے وید میں اور بھی بہت سی بے جا تعلیمیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ تعلیم کہ اس جہان کا کوئی خالق نہیں ہے۔ اور ہر ایک چیز اپنے اصل مادہ اور اصل حیات کے رُو سے قدیم اور واجب الوجود اور اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہے۔ یا یہ تعلیم کہ کسی وجود کو تناسخ کے منحوس چکر سے کبھی اور کسی زمانہ میں مخلصی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ یا یہ تعلیم کہ ایک شوہر دار عورت اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں کسی غیر آدمی سے ہم بستر ہو سکتی ہے۔ تا اس سے اولاد حاصل کرے۔ یا یہ تعلیم کہ بڑے مقدس لوگ بھی گو وید کے ہی رشی کیوں نہ ہوں۔ جن پر چاروں وید اُترے ہوں۔ ہمیشہ کی نجات کبھی نہیں پا سکتے۔ اور نہ لازمی طور پر ہمیشہ بزرگوار اور عزت کے ساتھ یاد کرنے کے لائق ٹھہر سکتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ تناسخ کے چکر میں آکر اور اور جانداروں کی طرح کچھ کا کچھ بن جائیں۔ بلکہ شائد بن گئے ہوں۔ اور ان کے زعم میں خواہ کوئی انسان اوتاروں سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہو۔ وید کے رشیوں سے بھی بڑھ کر ہو۔ اس کے لئے ممکن بلکہ قانون قدرت کے رُو سے ضروری پڑا ہوا ہے۔ کہ کسی وقت وہ کیڑا مکوڑا یا نہایت مکروہ اور قابل نفرت جانور بن کر کسی خسیس مخلوق کی نوع میں جنم لے یہ سب باطل تعلیمیں ہیں۔

جو انسانوں کے رذیل خیالات نے ایجاد کی ہیں۔ اور جن لوگوں نے یہ تمام بے شرمی کے کام اور دور از عزت انتقالات اپنے ہی نوع بلکہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے لئے جائز رکھے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی جائز رکھا۔ کہ **کواکب کی روحوں سے مرادیں مانگی جاویں ان کی ایسی پرستش کی جاوے۔ جیسی خدا تعالےٰ کی کرنی چاہیئے۔ لیکن قرآن شریف جو ہر ایک طور سے توحید اور تہذیب کی راہ کھولتا ہے۔ اُس نے ہرگز روا نہیں رکھا۔ کہ اس کے ساتھ کسی مخلوق کی پرستش** ہو۔ یا اس کی ربوبیت کی قدرت صرف ناقص اور ناکارہ تسلیم کریں۔ اور اس کو ہر چیز کا مبداء اور سرچشمہ ٹھہرائیں۔ یا کوئی اور بے شرمی کا کام اپنے طریق معاشرت میں داخل کریں۔"

یہ ہے اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ عقیدہ کا۔ جس میں وید اور دساتیر کے عقائد متعلق ملائکہ کو پرکفر تعلیم قرار دے کر اُن کی ناقص اور دور از قیاس تعلیم کا قرآن کریم کی تعلیم سے مقابلہ کرکے بتایا ہے۔ کہ اُس نے ہرگز اس عقیدہ کو جو وید اور دساتیر کے معتقد رکھتے ہیں۔ صحیح قرار نہیں دیا۔ کیا اس صریح بیان کے بعد بھی کہو گے۔ کہ

تعلیم اسلام پر دساتیر و وید کی تعلیم کو ترجیح دی گئی ہے؟

پٹیالوی کے رفیقو! دوستو! الیس فیکم رجل رشید؟ کیا تم جرأت کر کے ایسے مفتری کو یہ اخلاقی سزا نہ دو گے۔ کہ اُس سے قطع تعلق کر لو۔

میں سلیم الفطرت ناظرین سے یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے لئے سلیم دل سے کر غور کریں۔ کہ کس قسم کے مفتریات سے حق کو چھپایا جاتا ہے؟

کیا حضرت مرزا صاحب نے ملائک کے فی الخارج وجود کا انکار کیا ہے؟ ماھذا الا بھتان عظیم؟

امر سوم:۔ حق پوشی کے مرتکب صاحب الغایت نے تیسرا امر یہ بیان کیا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے

ملائک کے فی الخارج وجود کا انکار کیا ہے۔

یہ افترا اس پہلے افتراء سے بھی بڑھ کر سنگین ہے۔ ایک شخص جو اس امر کا مدعی ہو کہ

اس پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔

اُس کی نسبت یہ کہنا۔ کہ وہ ملائکہ کے خارجی وجود کا منکر ہے حیرت انگیز افترا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ پٹیالہ کے قاضی سلیمان ہی کا کمال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملائک کی حقیقت اور اُن کے خارجی وجود کے اثبات پر اور آریوں اور فلسفیوں۔ دہریوں کے ان تمام اعتراضات کو جو وہ وجود ملائکہ پر رکھتے ہیں۔ نہایت وضاحت سے اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں صفحہ ۷۰ سے لے کر ۲۱۹ تک اس پر بحث کی ہے۔

میں اس موقعہ پر اپنی کتاب "احمدی اور ان کا مذہب" میں سے ایمان بالملائکہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب بیان درج کر دیتا ہوں۔ جس کو پڑھ کر معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملائکہ کے خارجی وجود کا انکار کیا ہے۔ یا ثبوت دیا ہے؟

ایمان بالملائکہ کی فلاسفی

ایمان باللہ کے بعد دوسری جزو ایمان کی ایمان بالملائکہ ہے۔ ایمان بالملائکہ کے متعلق مجھے اللہ تعالےٰ نے یوں سمجھ دی ہے۔ کہ انسان کے دل پر ہر وقت ملک اور شیطان نظر رکھتے ہیں۔ اور یہ امر ایسا واضح اور صاف ہے۔ کہ اگر غور کرنے والے کی فطرۃ اور طبیعت رکھنے والا انسان ہو۔ تو بہت جلد اس کو سمجھ لیتا ہے۔ بلکہ موٹی عقل کے آدمی بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح پر کہ بعض وقت یکایک بیٹھے بٹھائے انسان کے دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایسے وقت بھی تحریک ہو جاتی ہے۔ جبکہ وہ کسی بڑی بدی اور بدکاری میں مصروف ہو۔ میں نے ان امور پر مدتوں غور کی اور سوچا ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے دل کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں سے آگاہ ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ کبھی اندر ہی اندر کسی خطرناک بدی کی تحریک ہو رہی ہے۔ اور پھر محسوس کرتا ہے۔ کہ معاً دل میں رقت اور نیکی کی تحریک کا اثر ہوتا ہے۔ یہ تحریکات نیک یا بد جو ہوتی ہیں۔ بدوں کسی محرک کے تو ہو نہیں سکتیں۔ پس یہ وہی بات ہے۔ جو میں نے ابھی کہی ہے۔ کہ انسان کے دل کی طرف ملائکہ اور شیطان نظر رکھتے ہیں۔

پس ایمان بالملائکہ کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ ہر نیکی کی تحریک پر جو ملائکہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کبھی کسل اور کاہلی سے کام نہ لے۔ تو فوراً اس پر عمل کرنے کو تیار ہو جائے۔ اور توجہ کرے۔ اگر ایسا نہ کریگا۔ تو وعلموا ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ کا مصداق ہو کر پھر نیکی کی تحریک سے بتدریج محروم ہو جائیگا

قرب الٰہی کا دوسرا ذریعہ

یہ پکی بات ہے۔ کہ جب انسان نیکی کی تحریکوں کو ضائع کرتا ہے۔ تو پھر وہ طاقت۔ وقت۔ فرصت اور موقعہ نہیں ملتا۔ اگر انسان اسوقت متوجہ ہو جائے۔ تو معاً نیک خیال کی تحریک ہوتی ہے چونکہ اس خواہش کا محرک محض فضل الٰہی کے ملک ہوتا ہے۔ جب انسان اس کی تحریک پر کاربند ہوتا ہے۔ تو پھر اس فرشتہ اور اس کی جماعت کا تعلق بڑھتا ہے۔ اور پھر اس جماعت سے اعلیٰ ملائکہ کا تعلق بڑھنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے ایک حدیث میں صاف آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے۔ تو جبریل کو آگاہ کرتا ہے۔ تو وہ شخص جبرئیل اور اس کی جماعت کا محبوب ہوتا ہے اسی طرح پر درجہ بدرجہ وہ محبوب اور مقبول ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر مقبول ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث اسی اصل اور راز کی حل کرنے والی ہے۔ جو میں نے بیان کیا ہے۔ ایمان بالملائکہ کی حقیقت پر غور نہیں کی گئی۔ اور اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیا جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ ملائکہ کی پاک تحریکوں پر کاربند ہونے سے نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب اور دنیا میں مقبولیت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہے۔ کہ بدیوں کی بھی تحریک ہوتی ہے۔ اگر انسان اسوقت تعوذ اور استغفار سے کام نہ لے دعائیں نہ مانگے۔ لاحول نہ پڑھے۔ تو بدی کی تحریک اپنا اثر کرتی ہے۔ اور انسان بدیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس جیسے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر نیک تحریک کے ہوتے ہی اس پر کاربند ہو جائے۔ اور سستی اور کاہلی سے منہ پھیر لے۔ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہر بد تحریک پر فی الفور استغفار کرے۔ لاحول پڑھے۔ درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھے اور دعائیں مانگے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ایمان باللہ کے بعد ایمان بالملائکہ کو کیوں رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ساری سچائیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ تو جناب الٰہی ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پاک ارادے ملائکہ پر جلوہ گری کرتے ہیں۔ اور ملائکہ سے پاک تحریکیں ہوتی ہیں۔ ان نیکی کی تحریکوں کا ذریعہ دوسرے درجہ پر چونکہ ملائکہ ہیں۔ اس لئے ایمان باللہ کے بعد اس کو رکھا۔

ملائکہ کے وجود پر زیادہ بحث کی اسوقت حاجت نہیں یہ تحریکیں ہی ملائکہ کے وجود کو ثابت کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ لاکھوں لاکھ مخلوق الٰہی ایسی ہے۔ جسکا ہم کو علم بھی نہیں۔ اور نہ ان پر ایمان لانیکا ہم کو حکم ہے

ایمان بالملائکہ کی حقیقت

دوسرا امر ایمانیات میں سے ایمان بالملائکہ ہے۔ ہم نے پہلے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ہم ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ایمان بالملائکہ کی فلاسفی بھی بیان کر دی ہے۔ تاہم پھر بھی ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کھول کر اس مسئلہ کو بھی بتا دیا جاوے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ملائکہ پر وہ ایمان رکھتے تھے۔ کہ ان کا ایمان عین الیقین کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ ہزاروں مرتبہ۔ اور یہ امر آپ کی تصنیفات میں موجود ہے۔ پھر جن لوگوں نے ملائکہ کا انکار کیا ہے۔ اُن کا ردّ آپ نے کیا۔ اور ملائکہ کے وجود کے دلائل سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں۔ پھر یہ کسقدر ظلم ہوگا۔ کہ اگر کہا جاوے کہ آپ ملائکہ کے منکر ہیں۔

عام طور پر مسلمان اجمالی رنگ میں ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ایک پاک مخلوق ہے۔ لیکن ہم اس اجمال تک نہیں۔ بلکہ دلائل اور حجج کا ایک کافی لشکر ہمارے ساتھ ہے۔ جس سے ہم ملائکہ کے وجود کو نہ صرف ماننے پر شرح صدر سے مجبور بلکہ دوسروں پر اتمام حجت کر دینے کی مقدرت رکھتے ہیں (الحمد للہ)

اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات سے اس حصہ کو پیش کرتے ہیں

آپؑ فرماتے ہیں :۔

اور اگر یہ سوال ہو۔ کہ قرآن کریم میں اس بات کی کہاں تشریح یا اشارہ ہے۔ کہ روح القدس مقربوں میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اور اُن سے جدا نہیں ہوتا۔ تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ سارا قرآن کریم ان تصریحات اور اشارات سے بھرا پڑا ہے۔ بلکہ وہ ہر ایک مومن کو روح القدس ملنے کا وعدہ دیتا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان آیات کے جو اس بارہ میں کھلے کھلے بیان سے ناطق ہیں سورۃ الطارق کی پہلی دو آیتیں ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ والسّماء والطارق وما ادراک ما الطارق النجم الثاقب۔ ان کل نفس لمّا علیھا حافظ ۝ یہ آخری آیت یعنی ان کل نفس لمّا علیھا حافظ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے۔ یہ صاف دلالت کر رہی ہے۔ کہ جیسا کہ انسان کے ظاہر وجود کیلئے فرشتہ مقرر ہے۔ جو اُس سے جدا نہیں ہوتا۔ ویسا ہی اس کے باطن کی حفاظت کے لئے بھی مقرر ہے جو باطن کو شیطان سے روکتا ہے۔ اور گمراہی کی ظلمت سے بچاتا ہے۔ اور وہ روح القدس ہے جو خدا تعالےٰ کے خاص بندوں پر شیطان کا تسلط ہونے نہیں دیتا۔ اور اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان اب دیکھو۔ کہ یہ آیت کیسی صریح طور پر بتلا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا فرشتہ انسان کی حفاظت کے لئے ہمیشہ اور ہر دم اُس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ایکدم بھی اس سے جُدا نہیں ہوتا۔ کیا اسجگہ یہ خیال آ سکتا ہے۔ کہ انسان کی ظاہر کی نگہبانی کیلئے تو دائمی طور پر فرشتہ مقرر ہے۔ لیکن اس کی باطن کی نگہبانی کے لئے کوئی فرشتہ دائمی طور پر مقرر نہیں۔ بلکہ متعصب سے متعصب انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ کہ باطن کی حفاظت اور روح کی نگہبانی جسم کی حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جسم کی آفت تو اسی جہان کا ایک دکھ ہے۔ کیونکہ روح اور نفس کی آفت جہنم ابدی میں ڈالنے والی چیز ہے۔ سو جس خدائے رحیم و کریم کو انسان کے اُس جسم پر بھی رحم ہے جو آج ہے۔ اور کل خاک ہو جائیگا۔ اُس کی نسبت کیونکر گمان کر سکتے ہیں کہ اُس کو انسان کی روح پر رحم نہیں۔ پس اس نص قطعی اور یقینی سے ثابت ہے۔ کہ روح القدس یا یوں کہو۔ کہ اندرونی نگہبانی کا فرشتہ ہمیشہ نیک انسان کے ساتھ ایسا ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ اس کی بیرونی حفاظت کیلئے رہتا ہے۔

اس آیت کے ہم مضمون قرآن کریم میں اور بہت سی آیتیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کی تربیت اور حفاظتِ ظاہری اور باطنی کے لئے اور نیز اس کے اعمال کے لکھنے کے لئے ایسے فرشتے مقرر ہیں۔ کہ جو دائمی طور پر انسانوں کے پاس رہتے ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان آیات کے یہ آیات ہیں۔ وانّ علیکم لحافظین۔ یرسل علیکم حفظۃ۔ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللّٰہ۔

ترجمہ ان آیات کا یہ ہے۔ کہ تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے چوکیدار مقرر ہیں۔ جو اس کے بندوں کی ہر طرف سے یعنی کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر حفاظت کرتے ہیں۔ اس مقام پر صاحب معالم نے یہ حدیث لکھی ہے. کہ

ہر ایک بندے کے لئے ایک فرشتہ مؤکل ہے۔ جو اُس کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اور اُس کی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے اُس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث کعب الاحبار میں بیان کی گئی ہے۔ اور ابن جریر اس آیت کی تائید میں یہ حدیث لکھتا ہے اِنَّ معکم من لا یفارقکم الّا عند الخلاء و عند الجماع فاستحیوھم واکرموھم۔ یعنی تمہارے ساتھ وہ فرشتے ہیں۔ کہ بجز جماع اور پاخانہ کی حاجت کے تم سے جُدا نہیں ہوتے۔ سو تم اُن سے شرم کرو۔ اور ان کی تعظیم کرو۔ اور اسی جگہ عکرمہ سے یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ ملائک ہر ایک شر سے بچانے کے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور جب تقدیر مبرم نازل ہو۔ تو الگ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مجاہد سے نقل کیا ہے۔ کہ کوئی ایسا انسان نہیں جس کی حفاظت کے لئے دائمی طور پر ایک فرشتہ مقرر نہ ہو۔ پھر ایک اور حدیث عثمان بن عفان سے لکھی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ بیس فرشتے مختلف خدمات کے بجا لانے کیلئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور دن کو ابلیس اور رات کو ابلیس کے بچے ضرر رسانی کی غرض سے ہر دم گھات میں لگے رہتے ہیں۔ اور پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مندرجہ ذیل حدیث لکھی ہے:۔

حدثنا اسود بن عامر حدثنا سفیان حدثنی منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابیہ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الّا وقد وُکّل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعانی علیہ فلا یامرنی الّا بخیر انفرد باخراجہ مسلم صـ ۲۴۲

یعنی بتوسط اسود وغیرہ عبد اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں۔ کہ جس کے ایک قرین جن کی نوع میں سے اور ایک قرین فرشتوں میں سے مؤکل نہ ہو صحابہ نے عرض کی۔ کہ کیا آپ بھی یا رسول اللہ (صلعم) فرمایا۔ کہ ہاں! میں بھی۔ پر خدا نے میرے جن کو میری تابع کر دیا سو وہ بجز خیر اور نیکی کے اور کچھ بھی مجھے نہیں کہتا۔ اس کے اخراج میں مسلم منفرد ہے۔

اس حدیث سے صاف اور کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جیسے ایک داعی شر انسان کیلئے مقرر ہے۔ جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا ہے۔ ایسا ہی ایک داعی خیر بھی ہر ایک بشر کے لئے مؤکل ہے۔ جو کبھی اس سے جُدا نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ اس کا قرین اور رفیق ہے۔ اگر خدا تعالےٰ فقط ایک داعی الی الشر ہی انسان کیلئے مقرر کرتا۔ اور داعی الی الخیر مقرر نہ کرتا۔ تو خدا تعالےٰ کے عدل اور رحم پر دھبہ لگتا۔ کہ اس نے شر انگیزی وسوسہ اندازی کی غرض سے ایسے ضعیف اور کمزور انسان کو فتنہ میں ڈالنے کیلئے کہ جو پہلے ہی نفس امّارہ ساتھ رکھتا ہے شیطان کو ہمیشہ کا قرین اور رفیق اس کا ٹھہرا دیا۔ جو اس کے خون میں بھی سرائت کر جاتا ہے۔ اور دل میں داخل ہو کر ظلمت کی نجاست اس میں چھوڑ دیتا ہے۔ مگر نیکی کی طرف بلانے والا کوئی ایسا رفیق مقرر نہ کیا۔ تا وہ بھی دل میں داخل ہوتا۔ اور خون میں سرایت کرتا۔ اور تا میزان کے دونوں پلّے برابر رہتے۔ مگر اب جبکہ قرآنی آیات اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ جیسے بدی کی دعوت کے لئے خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کا قرین شیطان کو مقرر کیا۔ ایسا ہی دوسری طرف نیکی کی دعوت کرنے کیلئے روح القدس کو اس رحیم و کریم نے دائمی قرین انسان کا مقرر کیا ہے۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بقاء اور لقاء کی حالت میں اثر شیطان کا کالعدم ہو جاتا ہے۔ گویا وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔ اور روح القدس کا نور انتہائی درجہ تک چمک اٹھتا ہے۔ تو اس وقت اس پاک اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم پر کون اعتراض کر سکتا ہے۔ بجز اُس نادان اور اندھے کے۔ کہ جو صرف حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور پاک تعلیم کے نور سے کچھ بھی حصہ نہیں رکھتا۔ بلکہ سچ اور واقعی امر تو یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم بھی منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ جس خوبی اور اعتدال اور حکیمانہ شان سے اس تعلیم نے اس عقدہ کو حل کر دیا۔ کہ کیوں انسان میں نہایت قوی جذبات خیر یا شر کے پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ عالم رؤیا میں بھی اُن کے انوار یا ظلمتیں صاف اور صریح طور پر محسوس ہوتی ہیں۔ اس طرز محکم اور حقانی سے کسی اور کتاب نے بیان نہیں کیا۔ اور زیادہ اعجاز کی صورت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ بجز اس طریق کے ملنے کے اور کوئی بھی طریق بن نہیں پڑھتا۔ اور اس قدر اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ کہ ہرگز ممکن نہیں۔ کہ اُن سے مخلصی حاصل ہو۔ کیونکہ خدا کا عام قانون قدرت ہم پر ثابت کر رہا ہے۔ کہ جسقدر ہمارے نفوس و قوٰی و اجسام کو اس ذات مبداءِ فیض سے فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ بعض اور چیزوں کے توسط سے ہم کو ملتی ہے۔ اور ایسا ہی رات کی ظلمت جو ہمارے نفوس کو آرام پہنچاتی ہے اور ہم نفس کے حقوق اس میں ادا کر لیتے ہیں۔ وہ بھی درحقیقت اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ درحقیقت ہر ایک پیدا شوندہ کی علت العلل وہی ہے۔ پھر جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ ایک بندھا ہوا قانون قدیم سے ہمارے افاضہ کے لئے چلا آتا ہے۔ کہ ہم کسی دوسرے کے توسط سے ہر ایک فیض خدا تعالےٰ کا پاتے ہیں۔ ہاں! اس فیض کے قبول کرنے کیلئے اپنے اندر قوتیں بھی رکھتے ہیں جیسے ہماری آنکھ روشنی کے قبول کرنے کیلئے ایک قسم کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور ہمارے کان بھی اُن اصوات کے قبول کرنے کے لئے جو ہوا پہنچاتی ہے۔ ایک قسم کی حس اپنے اعصاب میں موجود رکھتے ہیں۔ لیکن یہ تو نہیں کہ ہمارے قوٰی ایسی مستقل اور کامل طور پر اپنی بناوٹ رکھتے ہیں۔ کہ اُن کو خارجی معینات اور معاونات کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ اور حاجت نہیں۔ ہم کبھی نہیں دیکھتے۔ کہ کوئی ہماری جسمانی قوت صرف اپنے ملکہ موجودہ سے کام چلا سکے اور خارجی ممد و معاون کی محتاج نہ ہو۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھیں کیسی ہی تیز بین ہوں۔ مگر پھر بھی ہم آفتاب کی روشنی کے محتاج ہیں۔ اور ہمارے کان کیسے ہی شنوا ہوں۔ مگر پھر بھی ہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں۔ جو آواز کو اپنے اندر لپیٹ کر ہمارے کانوں تک پہنچا دیتی ہے۔ اِس سے ثابت ہے۔ کہ صرف ہمارے قوٰی ہماری **انسانیت کی کل چلانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔** ضرور ہمیں خارجی ممدوں اور معاونوں کی حاجت ہے۔ مگر قانون قدرت ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ وہ خارجی ممد و معاون اگرچہ بلحاظ علت العلل ہونے کے خدا تعالےٰ ہی ہے۔ مگر اس کا یہ انتظام ہرگز نہیں ہے۔ کہ وہ بلا توسط ہمارے قوٰی اور اجسام پر اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ جہاں تک ہم نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور جس قدر ہم اپنے فکر اور ذہن اور سوچ سے کام لیتے ہیں صریح اور صاف اور بدیہی طور پر ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ ہر ایک فیضان کے لئے ہم میں۔ اور ہمارے خداوند کریم میں **علل متوسط** ہیں۔ جن کے توسط سے ہر ایک قوت اپنے حاجت کے موافق فیضان پاتی ہے۔ **پس اسی دلیل سے ملائک اور جنات کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔** کیونکہ ہم نے صرف یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ خیر اور شر کے اکتساب میں صرف ہمارے ہی قوٰی کافی نہیں بلکہ خارجی ممدات اور معاونات کی ضرورت ہے۔ جو خارق عادت اثر رکھتے ہوں۔ مگر وہ ممد اور معاون خدا تعالےٰ براہِ راست اور بلا توسط نہیں بلکہ بتوسط بعض اسباب ہے۔ سو قانون قدرت کے ملاحظہ نے قطعی اور یقینی طور پر ہم پر کھول دیا۔ کہ وہ ممدات اور معاونات خارج میں موجود ہیں۔ گو اُن کی کنہ اور کیفیت ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ مگر یہ یقینی طور پر معلوم ہے۔ کہ وہ نہ براہِ راست خدا تعالےٰ ہے۔ اور نہ ہماری ہی قوتیں۔ اور ہمارے ہی ملکے ہیں۔ بلکہ وہ ان دونوں قسموں سے الگ ایسی مخلوق چیزیں ہیں۔ جو ایک مستقل وجود اپنا رکھتی ہیں۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کا نام **داعی الی الخیر رکھیں گے۔ تو اُسی کو ہم روح القدس یا جبرائیل کہیں گے۔ اور جب ہم اُن میں سے کسی کا نام داعی الی الشر رکھیں گے۔ تو اسی کو ہم شیطان اور ابلیس کے نام سے بھی موسوم** کریں گے۔ یہ تو ضرور نہیں کہ ہم روح القدس یا شیطان ہر یک تاریک دل کو دکھا دیں۔ اگرچہ عارف ان کو دیکھ بھی لیتے ہیں۔ اور کشفی شہادات سے وہ دونوں نظر بھی آ جاتی ہیں۔ مگر محجوب کے لئے جو ابھی نہ شیطان کو دیکھ سکتا ہے۔ نہ روح القدس کو۔ یہ ثبوت کافی ہے۔ کیونکہ تاثر کے وجود سے مؤثر کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی کیونکر پتہ لگ سکتا ہے۔ کیا کوئی دکھا سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کہاں ہے۔ صرف متاثرات کی طرف دیکھ کر جو اُس کی قدرت کے نمونے ہیں۔ اس مؤثر حقیقی کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ ہاں عارف اپنے انتہائی مقام پر روحانی آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہیں۔ اور اس کی باتوں کو بھی سنتے ہیں۔ مگر محجوب کے لئے بجز اس کے اور استدلال کا طریق کیا ہے۔ کہ متاثرات کو دیکھ کر اُس مؤثر حقیقی کے وجود پر ایمان لا وے۔

رہا سو اسی طریق سے روح القدس اور شیاطین کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ نہایت صفائی سے نظر آ جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کی حالت پر جو فلسفہ باطلہ کی ظلمت سے متاثر ہو کر ملائک اور شیاطین کے وجود سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور بینات اور نصوص صریحہ قرآن کریم سے انکار کر دیا اور نادانی سے بھرے ہوئے الحاد کے گڑھے میں گر پڑے۔ اور اسجگہ واضح رہے کہ یہ مسئلہ اُن مسائل میں سے ہے جن کے اثبات کیلئے خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی استنباطِ حقائق میں اس عاجز (مسیح موعودؑ) کو منفرد کیا ہے +

چند دن ہوئے۔ سیالکوٹ سے ایک کتاب "حدیث غم" میرے پاس برائے ریویو موصول ہوئی۔ یہ کتاب چھوٹی تقطیع پر ہے۔ اور سید ظفر حسن صاحب کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ اور دیدہ زیب کتابت کیساتھ طبع ہوئی۔ شہدائے کابل میں سے حضرت عبدالرحمٰن شہید اور حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کی خونیں داستان کو نظم کیا گیا۔ واقعات نہایت عمدگی اور سلاست کے ساتھ نظم میں پروئے گئے ہیں۔ یہ واقعہ ہمارے سلسلہ کی تاریخ کا ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ بچہ بچہ کی زبان پر شہیدوں کی داستان رہے۔ اور اس غرض کیلئے نظم سے بہتر کوئی طریق نہیں۔ قیمت بھی چار آنے ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کتاب کو خرید کر اس کتاب کی قدردانی کریں۔ ہم اس کتاب کے کچھ اشعار قارئین الحکم کی ضیافت طبع اور تحریک کے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ (محمود احمد عرفانی)

بیانِ واقعہ ہائلہ

شہادت حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب استاد امیر و رئیس اعظم خوست علاقہ کابل

سنبھل جا آج آہوں سے فلک تجھکو ہلانا ہے / بیاں کرکے فسانے درد کے رونا رلانا ہے

قمر کو جاکے کہہ دینا بہائے نور کے آنسو / گرائے اپنی پلکوں سے غمِ مستور کے آنسو

ثریا سے ہے سرگرمِ سخن آہ و فغاں میری / نظر آتی ہے بزمِ کہکشاں بھی رازداں میری

کسی مظلوم کا افسانۂ دل سوز کہنا ہے / دلِ بیتاب کو خوں ہوکے اِن صفحوں پہ بہنا ہے

ہے کرنا آج پھر زندہ شہیدوں کے فسانوں کو / بیاں کرنا ہے پھر عہدِ سلف کی داستانوں کو

ابھی تک خاکِ کابل میں ہے مدفن عالیجاہوں کا / بیاں کرنا ہے افسانہ مجھے جن بیگناہوں کا

یہی دراصل تھے میخانۂ توحید کے ساقی! / وہ رخصت ہوچکے دنیا سے لیکن نام ہے باقی

مسیح الناس سے اُن کو محبت اور عقیدت تھی / بُرا جو لوگ کہتے تھے بس اُن سے سخت نفرت تھی

اِسی مہدی کی خاطر قادیاں عبداللطیف آئے / بجھانے تشنگی دارالاماں تشریف لے آئے

یہ کابل کے رؤسا میں بڑی عزت کے مالک تھے / بڑی توقیر والے تھے بڑی ثروت کے مالک تھے

بہت شاگرد تھے اُن کے بہت تھے ماننے والے / پڑے رہتے تھے اُن کے دشمنوں کو جان کے لالے

نہایت متقی و پاکباز و پاک دامن تھے / خدا کے نیک بندے تھے خلیق و صاف باطن تھے

مسیحا کی محبت زندگانی کا سہارا تھا / اِسی پر روز و شب اِس قلبِ محزوں کا گذارا تھا

رگ و پے میں کچھ ایسی کر گئی گھر الفتِ مہدی / ہمینوں قادیاں ٹھہرے برائے صحبتِ مہدی

وطن سے حجِ کعبہ کے ارادے پر یہ آئے تھے / وہاں سے بس تمنائے زیارت ساتھ لائے تھے

بغرضِ حج آئے تھے ارادہ کرکے کابل سے / مگر دیدِ نبی پر کر دیا مجبور آنکھوں نے

مسیحِ خلق کی الفت رگ و پے میں سمائی تھی / بہانہ پاکے کابل سے یہاں پر کھینچ لائی تھی

مقدس خاک پر سجدے بچھائے چشمِ پُرنم نے / نکالیں حسرتیں برسوں کی آکر قلبِ پُرغم نے

اسی صورت سے وقتِ حجِ کعبہ ہوگیا رخصت / خدا کے پاک بندے کی ہوئی پوری مگر نیت

تہیہ کر لیا آخر وطن کو لوٹ جانے کا / حقیقت میں بہانہ تھا اجل کے کھینچ لانے کا

مگر نزدیک کابل کے یہ فوراً رک گئے آکر / اسی میں مصلحت سمجھی یہی جانا کہ ہے بہتر

سنانا چاہتے تھے شاہِ کابل کو یہ حال اپنا / ادائے فرض کرنا چاہتے تھے خوشخصال اپنا

لکھے احوال سارے اپنے شاگردِ گرامی کو[۵۱] / مٹانا چاہتے تھے اپنے دل کی تلخ کامی کو

مگر پیچھا نہ چھوڑا دشمنانِ احمدیت نے / کئے ساماں تباہی کے عداوت نے، شرارت نے

مئے پندار میں سرشار ہوکر جھومتے آئے / اُٹھا کر دوش پہ بارِ گناہ کی زحمتیں لائے

چھپا کر یہ عریضہ[۵۲] دے دیا سردارِ کابل کو / یقیں باتوں پہ اُن کی آگیا سردارِ کابل کو

جنونِ غیض کا عقل و خرد پر چھا گیا پردہ / نہ جانے سوچکر کیا ہوگیا اتنا وہ افسردہ

کہا ہاں ہے سزا غدار کی سنگسار کر دینا / تماشا گاہِ عالم میں ذلیل و خوار کر دینا

بُلا کر پوچھ لو اُس کو جو نہ سمجھے بتانے سے / جلا کر خاک کر دو اِس کی ہستی کو زمانے سے

چنانچہ خط لکھا سردار نے کابل چلے آؤ / بلا روک کے چلے آؤ، کسی کا خوف مت کھاؤ

اگر دعویٰ ہوا سچا تو بیعت میں بھی کر لونگا / گھرانے عقیدت سے یہ داماں اپنا بھر لونگا

میں ہو جاؤنگا شامل سلسلے میں احمدیت کے / میں سب قربان کر دونگا کسی کی پاک الفت کے

یہ پڑھ کر سوئے کابل چل دیئے عبداللطیف آخر / ہراس خوف تک لائے نہ وہ جانِ گرامی پر

وہ گذرے جس گھڑی کابل کے ہر بازار سے ہوکر / تو پیچھے اُن کے گھوڑے تھے اور آگے آٹھ آٹھ افسر

یہ تھا مشہور کابل میں کہ دھوکے سے بلایا ہے / کسی مظلوم بندے کی قضا کا وقت آیا ہے

ابھی یہ پہنچنے تک بھی نہ پائے تھے کہ حاکم کو / یہ حکم آیا گرفتاری میں اس انسان کو لے لو

کیا پھر پیش ان کو روبرو سردارِ کابل کے / مگر وہ پیش آیا انتہائی بدسلوکی سے

کہا یوں مجھکو اس کے جسم سے بدبو سی آتی ہے / میرے جذباتِ نفرت کی یہ تیزی کو بڑھاتی ہے

کھڑا کردو اِسے کچھ فاصلے پر دور آنکھوں سے / کہ بس قابل ہے یہ انسان نفرت اور حقارت کے

دیا پھر حکم زنجیروں میں جسم اس کا جکڑ ڈالو / اِسے چاہِ سیاہ میں ڈالنے فی الحال لے جاؤ

وزن میں ڈیڑھ من سے بھی تھی یہ زنجیر کچھ اوپر / جو گردن سے کمر تک ڈال دی جلاد نے لاکر

یہ وہ زنجیر تھی ہاں ہتھکڑی بھی جسمیں شامل تھی / اِدھر جکڑے تھے ہاتھ اُس نے اُدھر چھاتی پہ سِل تھی

کمر زنجیر میں ہاتھ ہتھکڑی میں پاؤں میں بیڑی / مٹا دینے پہ اُن کے مستعد تھی سلطنت ساری

کبھی وہ دن بھی تھے اِن ہاتھوں میں تھا تاجِ شہنشاہی / پھرا کرتے تھے کابل میں ہزاروں اُنکے شیدائی

اُنہی کے دم قدم سے محفلِ شاہی کی زینت تھی / انہی کے ہاتھ میں سردار کی توقیر و عزت تھی

۵۱۔ آپ نے ایک رقعہ محمد حسین برگیڈیر کو لکھا جسمیں تمام حالات کا تذکرہ تھا۔

۵۲۔ یہی وہ خط تھا جو مخالفوں نے چرا کر امیر کابل کو دکھا دیا تھا۔

ہمارے سلسلہ کا لٹریچر

(۱)

خدا تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جو تائید اور نصرت حاصل ہو رہی ہے۔ اس کی مثال آج دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آتی۔ ہر دروازے اور ہر راستے سے تائید اور نصرت الٰہی آ رہی ہے۔ اور ہر شخص جو بصیرت اور بینائی رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ یہ سب قبولیت کے نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے ابتدائی ایام پر نظر ڈالی جائے۔ تو اُسوقت چند آدمیوں کے سوا حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس کون تھا۔ اور وہ بھی عرف کے لحاظ سے کوئی بڑے آدمی نہ تھے۔ اور مخالفت کرنے والے ہر قوم۔ ہر شہر۔ ہر گاؤں اور ہر طبقے کے لوگ تھے۔ حکام بھی تھے۔ عوام بھی تھے رؤسا بھی تھے۔ اخبار نویس۔ مصنفین۔ علماء وغیرہ ہر قسم کے لوگ تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے مرسل اور نبی کو ہر قسم اور ہر طبقے کے لوگوں پر بیّن فتح دینی تھی۔ اس لئے اس سلسلہ میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ کہ سلسلہ کے اندر علماء بھی پیدا ہوئے۔ مبلغ اور مصنّف بھی پیدا ہوئے۔ اخبار نویس اور اصحاب قلم بھی پیدا ہوئے اور آج سلسلہ میں اسقدر مفید ترین لٹریچر تیار ہو چکا ہے اور ہوتا چلا جاتا ہے۔ کہ اس سارے لٹریچر کو جمع کرنے سے ایک بہت بڑی لائبریری بن جاتی ہے۔ اور اس کی خرید کے لئے صدہا روپے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ لٹریچر ہر زبان میں پیدا ہو گیا۔ ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ اردو میں ہے۔ فارسی میں ہے۔ پنجابی میں ہے۔ گورمکھی میں ہے۔ ہندی میں ہے۔ گجراتی میں ہے۔ پشتو میں ہے کشمیری زبان میں ہے۔ سندھی میں ہے۔ ملیالم میں ہے تامل اور تلنگو میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان سے باہر عربی میں ہے۔ انگریزی میں ہے فرانسیسی میں ہے۔ ڈچ میں ہے۔ جاوی میں ہے۔ وغیرہ

الغرض

مختلف ملکوں مختلف زبانوں میں خدا نے تصنیف و تالیف کرنے والے پیدا کر دیئے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کی نصرت کا ایک زبردست مظاہرہ ہے۔ اور ایک انسان جب اس آندھی کا تصور کرتا ہے۔ جو ابتداء میں اٹھی۔ اور ساری دنیا کی مخالفت کا خیال کرتا ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہے۔ کہ کس طرح دنیا کے اہل قلم لوگوں نے شدید ترین مقابلہ اپنی قلموں سے کر کے دکھایا۔ خدا تعالےٰ نے اس مخالفت کی وجہ سے اپنے پیارے مامور و مرسل کو سلطان القلم بنا دیا اور اسے ایک فوج ایسے لوگوں کی عطا کر دی جو آج سے قیامت تک اس مقصد کی حمایت میں قلمیں استعمال کرتے رہیں گے جس مقصد کی تکمیل کے لئے خدا کا رسول اور نبی حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں مبعوث ہؤا۔ چنانچہ ہر سال ایسے لوگوں کی جلیل القدر خدمات منصۂ شہود پر آتی رہتی ہیں۔

میرا دل چاہتا ہے۔ کہ سلسلہ کے لٹریچر میں اُن بیش قیمت اضافہ کرنے والوں کی خدمات کا تذکرہ وقتاً فوقتاً کرتا رہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی کتاب جس کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

"تاثرات قادیان"

ہے۔ یہ کتاب مکرمی مہاشہ فضل حسین صاحب نے لکھی ہے مہاشہ فضل حسین صاحب نہایت خاموش مزاج انسان ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس خاموشی نے جو اُن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوئی۔ اُن کو ایک قابل قدر انسان بنا دیا ہے چونکہ وہ زیادہ باتیں کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اس لئے ان کی ساری توجہ علمی باتوں کی طرف لگ گئی ہے۔ انہوں نے دن رات کے مطالعہ سے اپنی ذات ہی کو فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اس علم سے قوم اور ملک اور وطن کی بڑی خدمت کی ہے انہوں نے سلسلہ میں ایک نئے طریقۂ تحریر کو جماعت میں رائج کیا۔ اور میرے نزدیک وہ اس طریقۂ تحریر کے موجد ہیں۔ یا کم از کم ہماری جماعت میں ضرور موجد ہیں۔ ان کا طریقۂ تحریر اس اصول سے لیا گیا ہے۔

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

یعنی ایک بات دشمن کو اس کے مسلمات سے منوائی جائے اس سلسلہ میں انہوں نے "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول" ایک کتاب تصنیف کی جسمیں ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں وغیرہ کے زبان و قلم سے نکلے ہوئے مسلمات جمع کر دیئے۔ جو انہوں نے رسول کریم صلعم کی عظمت کے اظہار کے لئے کہے یا لکھے۔ اور اسطرح دشمنانِ اسلام پر اتمام حجّت کر دی پھر اسی طرح مسلمانانِ کشمیر پر جب تکلیف کے دن آئے۔ تو "ڈوگرہ راج" ایک کتاب تصنیف کر کے مسلمانانِ کشمیر کی عظیم الشان خدمت کی۔ اور جب اچھوتوں کی ہمدردی کا جوش موجزن ہؤا۔ تو "اچھوتوں کی درد بھری کہانیاں" کتاب لکھ کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا۔ اسی طرح ہندوستان کے پالٹکس کے غوامض کو کھولنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو "ہندو راج کے منصوبے" نام عظیم الشان کتاب لکھی۔ اور یہ کتابیں مستندات اور حقائق ہیں۔ جن کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ ان میں سے ہر کتاب چاہتی ہے۔ کہ اسپر الگ الگ ایک مقابلہ سپرد قلم کیا جائے۔ اگر یہ کتابیں ہندوستان سے باہر کسی ملک میں لکھی جاتیں۔ تو ان کتابوں کے مصنف کی وہ قدر افزائی ہوتی۔ کہ دنیا کے معروف ترین اشخاص میں شمار کیا جاتا۔ مگر ہندوستان تو کسی قدردان کی عزت افزائی کرنی جانتا ہی نہیں۔ اور پھر اگر ایسا شخص سلسلہ احمدیہ کی غلامی پر فخر کرنے والا ہو۔ تو اس کی عزت و قدر پر پردہ ڈالنا برادرانِ وطن اور بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا نے اس لئے پیدا کئے ہیں۔ کہ وہ خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں۔ اُن کے اندر اس قدر حوصلہ بھی پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہر قسم کی قدر افزائیوں سے بالا ہو کر کام کرتے ہیں۔ ان کی مثال اُن کیڑوں کی سی ہوتی ہے۔ جو سمندر کی تہ میں خاموشی سے کام کرتے رہتے ہیں۔ حتّی کہ ایک دن ان حقیر سے کیڑوں کی مساعی کے نتیجہ میں ایک پہاڑ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایسے لوگ کام کرتے ہیں۔ اور مہاشہ صاحب نے بھی ہر قسم کی قدر افزائیوں سے بالا ہو کر نہایت قیمتی اور عظیم الشان تصانیف قوم۔ ملک اور وطن کو دیں۔ اب اس وقت سب سے آخری کتاب جس نے ہمارے سلسلہ کے لٹریچر میں نہایت قیمتی اضافہ کیا ہے۔ وہ "تاثرات قادیان" ہے

"تاثرات قادیان" کیا ہے؟ احمدیوں، غیر احمدیوں، ہندوؤں، عیسائیوں کے "تاثرات" کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے تخت گاہِ رسول کو دیکھ کر خود لکھے۔ بہت ممکن تھا۔ کہ یہ تاثرات لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے۔ مگر اب جبکہ وہ ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ تو ان کو پڑھنے سے قلب پر ایک غیر معمولی اثر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو اپنی شخصیت یا اپنی عداوت سلسلہ کے لحاظ سے اپنی قوموں میں ممتاز انسانوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اُن کے دل قادیان کی عظمت سے کس طرح متاثر تھے۔ اور بعض کے دل تو لرزاں و ترساں تھے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱)

مشہور معاندِ اسلام پادری زویمر کے تاثرات

وہ اپنے رسالہ "چرچ مشنری ریویو لنڈن" میں لکھتا ہے:۔

"ہمارا استقبال نہایت گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ ہمیں گھنٹوں کی بجائے دنوں تک قادیان میں ٹھہرنے کی دعوت دی گئی۔ اور ہماری پوری خاطر و مدارات کی گئی۔ اور ہم نے اس جگہ کے تمام مقامات کو دیکھا۔ مثلاً چھاپہ خانہ صیغہ ڈاک، صیغہ ترسیل۔ مدرسہ احمدیہ۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے مدارس۔ اشاعت و تبلیغ میں ایک سرگرم گروہ ہے۔ یہاں سے نہ صرف ریویو آف ریلیجنز ہی شائع ہوتا ہے۔ بلکہ تین اور میگزین بھی نکلتے ہیں۔ اور لنڈن پیرس۔ برلن۔ شکاگو۔ سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان۔ مختلف قسم کی انسائیکلوپیڈیا۔ ڈکشنریوں۔ اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے۔ جو ناممکن کو ممکن بنانے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ایک زبردست عقیدہ ہے۔ جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔"

(۲)

پادری ایچ کریمر امریکن مشنری کے "تاثرات"

"جماعت احمدیہ مسلمانوں میں ایسی جماعت ہے جیسے کہ ہندوؤں میں آریہ سماجی۔ ان دونوں جماعتوں کا عیسائیت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ کیونکہ یہ دونو جماعتیں ہندوستان میں توسیع عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کر رہی ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں پر عام طور پر مایوسی

کا عالم طاری ہے۔ برخلاف اس کے جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ جماعت قابلِ توجہ ہے۔ یہ لوگ اپنی تمام توجہ اور طاقت تبلیغِ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں۔ اور سیاست میں حصّہ نہیں لیتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان جس حکومت کے ماتحت ہو۔ اُس سے وفادار رہے۔ وہ صرف اس بات کی پرواہ کرتے ہیں۔ کہ کونسی حکومت کے ماتحت ان کو تبلیغ اسلام کے مواقع اور سہولتیں حاصل ہیں۔ اور وہ اسلام کو ایک مذہبی گروہ یا سیاسی نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اس کو محض صداقت اور محض حق سمجھ کر تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ جماعت

فی زمانہ مسلمانوں کی نہایت عجیب جماعت ہے

اور مسلمانوں میں صرف ایک یہی جماعت ہے۔ جس کا واحد مقصد صرف تبلیغ اسلام ہے۔ اگرچہ ان کی طرزِ تبلیغ میں کسی قدر سختی پائی جاتی ہے۔ تاہم ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کیلئے سچی محبت کو دیکھ کر بے تحاشا صد آفرین نکلتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحبؑ ایک زبردست شخصیت کے آدمی تھے۔ وہ فریق جو اُن کو نبی مانتا ہے۔ اس کا مرکز قادیان ہے۔ میں جب قادیان گیا تو میں نے دیکھا۔ کہ وہاں لوگ اسلام کے لئے جوش اور اسلام کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں۔ اپنے آپ کو وہ غریبانہ طور پر پیغام پہنچانیوالے نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو اس بات پر ناز ہے۔ کہ وہ دنیا میں سچائی کا اعلان کرنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور

وہ اسلام کی محبت میں اسقدر اندھے اور مجنون ہو رہے ہیں۔ کہ جسقدر انسانی قلب کیلئے ممکن ہو سکتا ہے۔

(۳)

مسٹر فریڈرک جرمن سیاح کے تاثرات

قادیان میں قیام "میرا ارادہ قادیان میں چند گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک دن قادیان ٹھہرنے کا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جب میں یہاں آیا۔ تو میری ظاہری حالت بالکل معمولی تھی۔ اور لمبے سفر کی وجہ سے بالکل خستہ ہو رہا تھا۔ یہاں بڑی گرمجوشی کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا گیا جو بہترین قیامگاہ اس وقت میسّر تھی۔ وہ میرے لئے تجویز کی گئی۔ اور جلدی ہی مجھے کم از کم ایک ہفتہ ٹھہرنے کی دعوت دی گئی۔ اس وجہ سے مجھے اپنا پروگرام منسوخ کر کے یہاں ایک ہفتہ ٹھہرنا پڑا۔ بعد میں متواتر اصرار پر مجھے اپنا قیام اسقدر لمبا کرنا پڑا۔ میں یہاں قریبًا سات ہفتہ ٹھہرا۔ اور اس طرح مجھے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بھی دیکھنے کا موقعہ مل گیا جس میں ملک کے ہر حصہ سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ کے متعلق میں نہایت اعلیٰ رائے رکھتا ہوں۔

عیسائی محققین اور قادیان یقینًا بہت سے عیسائی ایسے ہیں جو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اسلامی ممالک میں رہائش اختیار کی جائے۔ کتابوں کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بہت سی کتابیں ایسی ہیں جو اسلام کے متعلق غلط خیالات پیش کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ جس نے ایسی غلط بیانیوں کی تصحیح کی ہے

اور اسلام کے متعلق صحیح اور مستند معلومات کا ذخیرہ فراہم

کر دیا ہے۔ جو لوگ اسلامی ممالک میں نہیں جا سکتے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کا مہیّا کردہ لٹریچر پڑھیں اسلامی ممالک میں جانے والوں کے لئے ایک بڑی دقت یہ ہے کہ انہیں اس ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے۔ لیکن یہ ہر ایک نہیں کر سکتا۔ اب یہ دقت رفع ہو گئی ہے۔ ایسے متلاشئ حق اگر قادیان جائیں۔ تو انہیں وہاں متعدد ایسے لوگ ملیں گے جو نہایت فصیح انگریزی جانتے ہیں۔ اور کئی ایک ایسے مشنری وہاں ہیں۔ جو یورپ کے مختلف ممالک اور امریکہ سے واپس آئے ہوئے ہیں۔ اور عیسائی ممالک کے حالات کا تجربہ رکھتے ہیں۔ قادیان میں جانے والے ہر شخص کو وہاں کئی لوگ ایسے ملیں گے۔ جن سے وہ آسانی کے ساتھ تبادلہ خیالات کر سکتا ہے۔

قادیان کی فضاء قادیان کی فضاء مادی دنیا سے بالکل مختلف اور خالص روحانی ہے۔ یہاں مذہبی خیالات کا چرچا رہتا ہے۔ یہاں رہنے سے انسان کے اندر ایسی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کہ وہ روزمرّہ کی زندگی میں مادیّت کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ یہ روح اور جسم دونوں کے لئے امن و تازگی و آسودگی کا مرکز ہے۔

جائے وقوع بھی ایسی ہے۔ جو مادی لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یہاں شائد ایک آدھ ہی موٹر کار نظر آئیگی۔ ریلوے اسٹیشن بھی فاصلہ پر ہے۔ موجودہ زمانہ کی ایجادیں یہاں کی زندگی کو پریشان نہیں کرتیں۔ قادیان مختلف ممالک کے لوگوں کا مرکز ہے۔ اور اسلئے یہاں مختلف خیالات اور علوم سے تعلق رکھنے والے لوگ جمع ہیں جو شخص کوشش کر کے کچھ حاصل کرنا چاہے۔ وہ اطمینانِ قلب سے حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص جوں جوں تلاش کریگا۔ اسے

یہاں کبھی نہ ختم ہونیوالے نئے نئے خزانے حاصل ہوتے جائیں گے۔

قادیان سے کیا حاصل ہوا یہاں پر میں نے ہر قسم کی گفتگو کی۔ اور مختلف کتب کا مطالعہ کیا جن میں ٹیچنگ آف اسلام کا اثر میرے قلب پر بہت گہرا ہے۔ اس طرح اسلام کے متعلق میرے علم میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ اور قرآن پاک و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو غلط فہمیاں اسلام کے متعلق یورپین تصنیفات کے مطالعہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ رفع ہو گئیں۔ اسلام کی سادگی مجھ پر زیادہ سے زیادہ واضح ہو گئی۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام میں کتنی اعلیٰ خوبیاں ہیں۔ تا عیسائی ممالک آہستہ آہستہ انہیں قبول کر سکیں۔ اسلامی تعلیم اس قدر سادہ ہے۔ کہ سادہ ترین آدمی بھی اُسے نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

عیسائیت اسلام سے بہت کچھ حاصل کر سکتی ہے۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ایک دوسرے سے بہت کچھ لے سکتے ہیں۔ اور اس طرح ایک دوسرے سے قریب ہو سکتے ہیں۔ یہ فضول بات ہے۔ کہ ہم دوسرے مذاہب کے تاریک پہلوؤں کو ہی زیرِ نظر رکھیں ہمیں چاہیئے۔ کہ خوبیوں کو بھی دیکھیں۔ بلکہ انہیں قبول کریں۔ اس طرح توحید کے متعلق ہمارا عقیدہ کامل ہو سکتا ہے۔ اور خدائے واحد و قادرِ مطلق پر ہمارا ایمان بڑھ سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ

احمدیت کے مقدس بانی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوتے تھے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے نیک بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ جس کے کئی ایک مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ مختلف مذاہب میں جو اختلاف ہے۔ وہ کم ہو جائے۔

رواداری مجھے یہ دیکھ کر بے انتہا مسرّت ہوئی۔ کہ قادیان میں غیر مذاہب والوں سے بہت اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ نے اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے باوجود مجھے کئی بار باریابی کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور ایک دفعہ فرمایا۔ کہ احمدیوں کو دیگر مذاہب کے لوگوں کے متعلق رواداری کی بھی تلقین کی جاتی ہے مجھے یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا دیگر مذاہب کے ساتھ حسنِ سلوک پرانے مذہبی تعصبات کو نیست و نابود کرنے میں بہت ممد ہوگا۔ اور مجھے اس تصوّر سے بے انتہا مسرّت ہوتی ہے۔ کہ اس سے آخر کار مختلف مذاہب میں اختلافات کم ہو جائیں گے۔ میں قادیان میں ایک عیسائی کی طرح رہا۔ اور کبھی اُسے چھپایا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے مجھ سے بہترین سلوک کیا گیا۔

قادیان جانیوالوں کو مشورہ جس شخص کو قادیان جانیکا اتفاق ہو۔ میں اُسے مشورہ دونگا۔ کہ وہاں کچھ عرصہ ٹھیرے۔ کیونکہ کچھ عرصہ ٹھیرنے پر ہی قادیان کی حقیقی سپرٹ انسان پر ظاہر ہونا شروع ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص ایک آدھ دن ٹھیر کر چلا جائے اُسے وہاں کوئی دلچسپی نظر نہ آئے گی۔ قادیان دہلی۔ آگرہ کی طرح شاندار عمارات کا مجموعہ نہیں۔ لیکن

ایک ایسی جگہ ہے جس کے روحانی خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہاں ہر دن جو گذارا جائے انسان کی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اور بہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو قادیان سے خالی ہاتھ واپس گئے ہوں لیکن وہاں سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ سکوں میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ بہت زیادہ قیمتی بلکہ انمول چیز ہے۔ میں نے ایشیا میں ایک لمبا

سفر کیا ہے۔ اور بہت مقامات دیکھے ہیں۔ اُن میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کی خواہش نہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں پھر دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ اور ایسے مقامات میں

قادیان کا نمبر سب سے اوّل ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قادیان نے مجھے کیا کچھ دیا۔ اور ہر ایک وزیٹر کو دے سکتی ہے۔ آخر میں مَیں اُن تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی مہربانی سے قادیان کا قیام میری زندگی کا ایک یادگار اور ناقابلِ فراموش واقعہ بن گیا ہے۔

اگست ۱۹۲۱ء کے ریویو میں مسٹر عبد اللہ آرسکاٹ نے قادیان کے متعلق اپنے تاثرات شائع کرائے ہیں۔ جن کے حرف حرف سے مجھے اتفاق ہے۔ فرق اتنا ہے۔ کہ انہوں نے ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ رائے قائم کی ہے اور مَیں عیسائی ہونے کی حالت میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔"

(۴)

اخبار "تیج" کے تاثرات

احمدیہ تحریک آتش فشاں پہاڑ ہے

"مَیں نے اسلام کے اندر رہ کر اور اسلام کے ترک کرنے کے بعد مسلمانوں کے تبلیغی نظام کا خوب اچھی طرح مطالعہ کیا۔ میرے خیال میں **تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس مؤثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت جماعت احمدیہ ہے۔** اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں۔ اور **آج تک ہم نے اس خوفناک جماعت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔** اگر کی ہے۔ تو فی الحال ہم اسے سمجھ نہیں سکے۔ اگر ہم نے اس کی طرف کبھی دیکھا بھی تو ہماری نگاہیں اس کے بیرونی خط و خال کو دیکھ کر پلٹ آئیں۔ اور اس کے اندرونی حالات ابھی تک ہمارے لئے ایک بھید اور سرّ مخفی ہیں۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک **ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو کسی وقت موقعہ پاکر ہمیں بالکل جھلس دیگی۔**" (تیج دہلی ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء)

اس قسم کے تاثرات کا ایک بہت معقول ذخیرہ آپ نے ہزار ہا اوراق کی ورق گردانی کے بعد جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب جو خالص احمدیہ مقاصد کی تکمیل کے لئے لکھی گئی ہے۔ ایک نہایت ہی لطیف اور عظیم الشان تحفہ ہے۔ جسے ہر ایک غیر احمدی۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی کے ہاتھوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اس کتاب میں ایسی تبلیغ ہے کہ جس سے بہتر اور کوئی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس تبلیغ کے کرنے والے زویمر۔ کریمر۔ والٹر جیسے کٹر عیسائی۔ مولوی عبد اللہ العمادی۔ میرزا حیرت۔ مولوی سراج الدین جیسے متعصب غیر احمدی بھائی ارجن سنگھ اور ایڈیٹر تیج جیسے سکھ اور آریہ کھڑے ہو کر اقرار کر رہے ہیں۔ کہ اسوقت دنیا کی توجہ کا مرکز قادیان ہی ہے۔ جو تخت گاہِ رسول ہے۔

مہاشہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان پر دو دفعہ شدید فالج کا حملہ ہوا۔ اور ان کا ایک ہاتھ اب تک قریبًا بے کار ہے مگر یہ عظیم الشان شاہکار انکی بیماری کے ایام کی معروفیت کا ہی نتیجہ ہے۔ میں ہر محب اور فدا کارِ احمدیت سے توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس کتاب کو اپنے دوستوں۔ احباب۔ رشتہ داروں تک پہنچانے کی سعی کرے۔ اور اگر ایسا ہوا۔ تو بیشک مہاشہ صاحب کی اس خدمت کی حقیقی قدر دانی ہوگی۔ (محمود احمد عرفانی)

کوئی احمدی اَن پڑھ نہ رہے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے ہم کو ایک ایسا امام دیا ہے۔ جو جماعت کو نہایت تیزی سے اس مقام کی طرف لے جا رہا ہے۔ جہاں انبیا کی جماعتیں پہنچ کر رہا کرتی ہیں۔ ہر قسم کی کمزوریوں اور خامیوں کا تدارک کیا جا رہا ہے۔ اور ہر خوبی اور کمال کو جماعت میں پیدا کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے ان تمام ضرورتوں کا احساس فرماتے ہوئے جماعت کے ہر طبقہ میں کام کو ایسا تقسیم کر دیا ہے۔ کہ جس سے کامیابی کی منزل بہت قریب ہو گئی ہے۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ سلسلہ کی ذمہ داری کا بوجھ صرف ایسے مردوں پر ہے۔ جو کاروباری لحاظ سے کوئی کام کرتے ہیں۔ یا کر سکتے ہیں۔ مستورات کا حصہ بالکل ایک مہمل حالت میں پڑا ہوا تھا۔ ان کے متعلق دین کی طرف سے اگر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ تو وہ صرف اسقدر کہ وہ نماز روزہ کریں۔ اور ایک ایمان رکھیں کہ دینِ الٰہی برحق ہے، مگر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عورتوں کے لئے "لجنہ اماء اللہ" قائم فرما کر سلسلہ کی ذمہ داریاں اُن پر بھی ویسے ہی رکھ دیں جیسے کہ مردوں پر تھیں۔ ان کو قربانیاں کرنے کا موقعہ دیا۔ سلسلہ کے متعلق اُن کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اس طرح جماعت کے اس حصہ کو جو تقریبًا بیکار پڑا ہوا تھا۔ کار آمد بنا کر مردوں کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔ اس تنظیم کی وجہ سے بے شمار فوائد جماعت کو حاصل ہو رہے ہیں۔ اور جیسے جیسے یہ کام پھیلتا چلا جائیگا۔ اس کی برکات میں اضافہ ہوتا چلا جائیگا۔

نوجوانوں کی تربیت کا مسئلہ

بالکل عورتوں کی طرح سے نوجوانوں کی تربیت کا مسئلہ تھا۔ اور جیسے عام ہندوستان کا خیال تھا۔ کہ جب تک کوئی آدمی کمانے نہ لگ جائے وہ مفید نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی نوجوانوں کے متعلق ہم لوگ سمجھے بیٹھے تھے۔ مگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانوں کی تنظیم فرما کر

خدام الاحمدیہ

کے ذریعہ ایک اصلاحی کام شروع فرما دیا۔

خدام الاحمدیہ کا وجود نہ صرف اُن کی اپنی ذاتی اصلاح کا باعث ثابت ہوا۔ بلکہ جماعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ نوجوانوں کی یہ تنظیم بہت جلد بار آور ثابت ہوئی۔ اور ان کے ذریعہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوسرے نوجوانوں کی تربیت کے علاوہ قومیت۔ وطنیت اور اخلاقی روح کو نشوونما دینا شروع کر دیا۔ اس سے نوجوانوں میں مذہب کے ساتھ زبردست وابستگی پیدا ہو رہی ہے۔ اور بیکار رہنے سے جو آوارگی پیدا ہو سکتی تھی۔ اب اس کا خطرہ نہیں رہا۔

خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ناخواندگی کا علاج

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوان خدام کے ذمہ یہ بھی کام لگایا ہے۔ کہ وہ جماعت میں سے ناخواندگی کو دُور کریں۔ یہاں قادیان میں خدام احمدیہ بہت ہمت اور کوشش سے ناخواندگی کو دور کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اور بیرونی جماعتوں میں بھی غالبًا انہوں نے کام شروع کر دیا ہوگا۔ مگر جہاں خدام کی انجمنیں ابھی معرض وجود میں نہیں آئیں۔ اوّل تو وہاں فورًا خدام کی انجمنیں بنانی چاہئیں۔ اور اگر کوئی دقت ایسی ہو۔ تو ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ناخواندگی کو دور کرنے کی سعی کرے اور جماعت کو سو فیصدی تعلیم یافتہ بنانے کی سعی کرے۔ یہ مطالبہ کوئی جدید مطالبہ نہیں۔ بلکہ انبیاء کے آنے کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ اشاعتِ علوم کا کام بھی کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا:- هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته یعنی انبیاء جاہلوں میں تلاوت آیات کرتے ہیں۔ اور ان کا نتیجہ علم ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمان کے فرائض میں داخل فرما دیا تھا۔ کہ وہ علم حاصل کرے۔ جیسے فرمایا:-

طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم ومسلمة

ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اور پھر فرمایا:-

اطلبوا العلم ولو کان فی الصین

اگر تلاش علم میں تمہیں چین تک بھی جانا پڑے تو جاؤ۔

پس وہ چیز جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں نے اُسے بلکہ چھوڑ دیا۔ اور اس کی طرف سے توجہ ہٹالی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اُن کو فہم قرآن کا علم نہ رہا۔ اور دوسری طرف وہ دنیاوی رنگ میں بھی ذلیل ہو گئے۔ آج خدا تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا امام دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کے ہر حکم کی تعمیل کرانا ضروری خیال کرتا ہے۔ پس اس فرض کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی۔ اور ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس آواز پر لبیک کہے۔ اور ناخواندگی کی مرض کو دور کرنے کی سعی کرے۔ اور جماعت میں علم کو اس قدر عام کر دے کہ جیسے جماعت اپنی قربانیوں اور جہاد مذہبی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز ہے ویسے ہی اپنی تعلیم کی کثرت کی وجہ سے ممتاز ہو۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولوی ابوالحسن صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آہ! صد آہ!! کہ ڈیرہ غازیخان میں احمدیت کی تبلیغ کا بانی مبانی اور بہت بڑا انسان جس نے نہایت مشکلات کے زمانہ میں ہمارے ضلع میں احمدیت کی تبلیغ کی۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچایا۔ ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو کر اپنے خالق و مالک حقیقی کے پاس چلا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی سوانح پر میرے سے لائق احباب روشنی ڈالیں گے اور بہت کچھ لکھیں گے۔ مگر ثواب کی نیت سے میں بھی کچھ تھوڑا سا عرض کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

آپ ایک لائق مولوی اور تجربہ کار حکیم تھے۔ آپکا اصلی وطن اندر پہاڑ کوہ سلیمان کالا ماڑ کے نام سے مشہور ہے۔ آپنے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ پہاڑ میں ہی بسر کیا۔ آپ نے تین شادیاں کیں پہلی بیوی سے لڑکیاں ہوئیں لڑکا کوئی نہ ہوا اس لئے آپنے دوسری شادی بیرون پہاڑ موضع لنگر بٹھہ غربی میں کی۔ اُن سے بچے ہوتے رہے۔ لیکن وہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے رہے۔ آخر آپ نے مجبور ہو کر تیسری شادی پھر پہاڑ میں کی۔ تیسری شادی کے بعد پھر خداوند کریم نے دو لڑکے عطا فرمائے۔ جو اب جوان ہیں۔ اور تیسری بیوی سے بھی لڑکے لڑکیاں ہوئیں۔ جن میں سے دو لڑکیاں اور تین لڑکے زندہ موجود ہیں۔

اب آپ نہایت کمزور ہو چکے تھے۔ قریباً سال ڈیڑھ سال سے اسہال کی بیماری میں مبتلا تھے۔ کبھی کبھی آرام ہو جاتا تھا۔ مگر بیماری کچھ دنوں کے بعد پھر عود کر آتی تھی۔ جو آخر مرض الموت ثابت ہو کر رہی۔

آپ اپنے وقت میں نہایت جید عالم تھے۔ کوئی مولوی ملاں آپ سے علمی لحاظ میں مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ سرداران بزدار آپ کے سخت مخالف تھے۔ مگر پھر بھی آپ کو نقصان پہنچانے کی جرأت ظاہر طور پر نہ کر سکتے تھے۔ حکیم اس پایہ کے تھے۔ کہ باوجود مخالفت کے پھر بھی لوگ آپ کو بلاتے تھے۔ اور آپ کا علاج کراتے تھے

آپ سال گذشتہ میں ہمارے ہاں بستی بزدار تشریف لے آئے تھے۔ ان دنوں بھی آپ تندرست نہ تھے۔ لیکن مولائے کریم نے ہمیں آخری خدمت کا موقع عطا کرنا تھا۔ آپ نے پندرہ بیس دن ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ ان ایام کو غنیمت سمجھ کر میں نے چاہا۔ کہ آپ سے آپ کی احمدیت قبول کرنے کی کیفیت دریافت کر کے تحریر کروں مگر آپ کچھ زیادہ نہ فرماتے تھے۔ لیکن جو کچھ آپ نے فرمایا اس کو ایک امانت سمجھ کر احباب تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور تمام احباب سے مؤدبانہ التماس کرتا ہوں۔ کہ تمام ناظرین اخبار آپ کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا فرما دیں۔ آپ نے جہاں حالات سے معلوم ہوتا ہے آج سے قریباً ۵۲ سال پیشتر حضرت اقدس علیہ السلام کا نام سُنا۔ جبکہ آپ ابھی طالب علم تھے۔ اور آج سے قریباً ۲۹ سال پیشتر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اور تمام ضلع ڈیرہ غازی خاں میں تبلیغ کی۔ ہوفت جہاں جہاں احمدیہ انجمنیں قائم ہیں ان تمام کو حضرت اقدسؑ کا نام بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے ذریعہ پہنچا۔ آپ پر اللہ کریم کی بہت بہت رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ جن کے ذریعے بہت سی پیاسی روحیں سیراب ہوئیں۔ اور ہم سب کو دامن احمدؑ سے وابستہ کرنے کا ثواب آپ کی مبارک روح کو پہنچے۔ آمین ثم آمین

آپ ہمارے ہم قوم یعنی بلوچ بزدار تھے۔ دوسرے یہ کہ دوسری شادی جو منگڑوٹھہ میں ہوئی۔ منگڑوٹھہ ہمارے قریب ہے۔ اس لئے بستی بزدار سے آپ کے بہت تعلقات تھے۔ پہلے خاکسار کے والد بزرگوار اور مولوی خدا بخش صاحب مرحوم نے بستی بزدار میں سے بیعت کی اور آپ ہی کی تبلیغ سے احمدی ہوئے۔ اب خدا کے فضل سے بستی بزدار میں ایک جماعت قائم ہے۔ اسی طرح بستی سندرانی اور کوٹ قیصرانی میں جماعتیں قائم ہیں۔ خاص ڈیرہ غازی خاں میں بھی آپ کے ذریعہ زیادہ تر تبلیغ پہنچی۔ اور بستی رندان جو ساری کی ساری بستی احمدی ہے۔ وہ سب آپ کے طفیل اور تبلیغ سے احمدی ہوئی۔ کیونکہ آپ نے کچھ عرصہ اس بستی میں رہائش اختیار کی۔ اندر پہاڑ جو لوگ احمدی ہوئے وہ بھی آپ کے طفیل ہوئے۔ مثلاً مولوی ابو محمد حکیم حافظ محمد خانصاحب مولوی فاضل جو آپ کے بھانجے ہیں۔ جنہوں نے آپ کی مہربانی سے دارالامان میں تعلیم حاصل کر کے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم و مغفور نے بتاریخ ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۳۸ء مطابق ۴ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی اپنی لکھائی ہوئی سوانح مندرجہ ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان کرتا ہوں۔ کہ میرے سوانح حیات اس طرح ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے کسی سعید روح کو فائدہ پہنچے۔

میری عمر اسوقت ستر اسی سال کے قریب ہو گی۔ میرا نام محمد ابوالحسن ہے۔ میرے والد بزرگوار کا نام مولوی عبدالقادر صاحب تھا۔ اور ان کا اصلی وطن اندر پہاڑ کوہ سلیمان ہے۔ میرے دادا صاحب کا نام مولوی محمود صاحب تھا۔ ہمارا خاندان گاڑ والے قاضیوں کے نام سے مشہور تھا۔ میرے دادا صاحب نے کوٹ مٹھن شریف جو خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کا وطن ہے عربی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور میرے والد صاحب مولوی عبدالقادر صاحب نے تونسہ شریف میں تعلیم حاصل کی تھی۔ جو خواجہ سلیمان علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور ان کی صحبت حاصل کی تھی۔

(باقی آئندہ)

منکہ باغدین ولد چوہدری فتح دین صاحب قوم جٹ بلوچ پیشہ زمینداری عمر قریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن چک 35/11-L ڈاکخانہ چک 31/11-L ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 12/9/36 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ اوّل سابقہ سکونت موضع کھتووالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں جدی اراضی پندرہ بیگھہ بشراکت دیگر حصہ داران ہے جسمیں مظہر 1/9 حصّہ کا مالک ہے۔ اس 1/9 حصّہ کی قیمت اندازاً دو صد روپیہ ہے۔

دوم۔ خود پیدا کردہ جائیداد بشراکت دیگر حصہ داران موضع کھتووالی مذکورہ میں اراضی اکادن بیگھہ ہے۔ جسمیں مظہر 1/9 حصّہ کا مالک ہے۔ اور اس 1/9 حصّہ کی قیمت اندازاً مبلغ چھ صد روپیہ ہے۔

سوم۔ موضع چک ہوشیارہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں خود پیدا کردہ جائیداد بشراکت دیگر حصہ داران موازی تیس بیگھہ اراضی ہے جسمیں مظہر 1/9 حصہ کا مالک ہے۔ اور اس 1/9 حصہ کی قیمت اندازاً سوا تین صد روپیہ ہے۔ مذکورہ فقرہ ۱ و ۲ و ۳ کے 1/10 حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

چہارم۔ موضع چک 35/11-L تحصیل و ضلع منٹگمری میں تین مربعہ جات سرکار عالیہ سے مظہر کے نام عطیہ ہیں جسمیں سے ایک مربعہ موروثی ہو چکا ہے۔ لیکن تاحال اس کی قیمت ادا نہیں کی۔ تاوقتیکہ قیمت ادا نہ ہو۔ مالک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ڈیڑھ مربعہ اراضی منجملہ بشرائط گھوڑی پال ہیں اور باقی نصف مربعہ نمبرداری کی وجہ سے ہے۔ انکی پیداوار کی 1/10 حصّہ کی وصیت کرتا ہوں۔

پنجم۔ چک 35/11-L مذکور میں مظہر نمبردار اور نائب ذیلدار ہے نمبرداری کی فیس یعنی تنخواہ مبلغ پچاس روپے سالانہ ہے۔ مگر اسمیں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اور مبلغ ستر روپے انعام نائب ذیلداری سالانہ سرکار عالیہ سے عطا ہوتا ہے۔

ششم:۔ سرکار عالیہ کی طرف سے 1/2 ۲ احاطہ جات جنکا رقبہ پانچ کنال ہے۔ ان میں رہائشی مکان برائے خود و مال مویشی ہیں۔ لیکن ان احاطہ جات میں حقوق ملکیت ابھی حاصل نہیں ہوئے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمدنی مندرجہ ذیل فقرہ نمبر ۵ اور آمد جائیداد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ باغ دین بقلم خود

گواہ شد:۔ اسد اللہ خاں بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

گواہ شد:۔ شہاب دین بقلم خود پسرووی